قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
"اے نبی! مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں"

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ
"اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں"

آفاتِ نظر اور انکا علاج

ارشاد الحق اثری

ناشر:
إدارة العلوم الأثرية، منٹگمری بازار فیصل آباد فون: 642724

اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَآمَّةٍ

میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعے ہر شیطان، زہریلے جانور اور ہر ضرر رساں نظر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں

آفاتِ نظر اور اُن کا علاج

ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

ناشر

ادارۃ العلوم الاثریہ

منٹگمری بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-642724

نام کتاب : آفات نظر اور ان کا علاج

مؤلف : ارشاد الحق اثری

تاریخ طباعت : اپریل 2008ء

ناشر : ادارۃ العلوم الاثریہ، منٹگمری بازار فیصل آباد پاکستان

فون 041-642724

مطبع انٹرنیشنل دار السلام پرنٹنگ پریس، 36 لوئر مال لاہور

فہرس

پیش لفظ

الحمد لله والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ، اما بعد:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو اپنی جن بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ان میں ایک بڑی نعمت آنکھ ہے۔آنکھ قدرت کا کرشمہ ہے اور صانع مطلق کی کاریگری کی ایک زندہ وپائندہ مثال ہے۔یہ گو اپنے مدار میں مختصر سا حاسہ اور جسم کا ایک نازک ترین حصہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی طاقت، لطافت، تیزی اور پھرتی بھر دی ہے کہ انسان اس کی بدولت لمحہ بھر میں فرش وفلک اور ان کے مابین ان گنت اشیاء کا نظارہ کرتا ہے۔اور مخلوق خدا کی بوقلمونی کو دیکھ کر بول اٹھتا ہے۔

﴿اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (ابراھیم:۱۰)

اور یہ بھی کہ

﴿اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ﴾ (ال عمران:۱۹۰)

زبان بھی بلاشبہ ایک بڑا انعام ہے۔زبان دل کی ترجمان ہے اور موجود ومعدوم یا وہم وخیال کے اظہار کا واحد ذریعہ ہے۔اسی کی بدولت مسلمان دولت ایمان کا اقرار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید، تکبیر وتہلیل بیان کرتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے جسم انسان پر اپنے انعامات کا جہاں ذکر کیا ہے وہاں سرفہرست آنکھ کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

﴿اَلَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ عَیْنَیْنِ ○ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ○ وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ ○﴾

(البلد:۸۔۱۰)

کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں، اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دو راستے سمجھا دیئے۔

جسم انسان میں دل کی حیثیت بادشاہ وحاکم کی ہے، دل کی چند غیر معتدل حرکتیں انسان کے جسمانی نظام کو بڑی بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ عملی اور روحانی اعتبار سے بھی اس کی یہی حیثیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

" إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ " (بخاری ومسلم)

جسم میں ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر یہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہے اور اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

دل رذائل سے صاف اور پاک ہو تو نیکی کے پھول کھلتے ہیں اور اگر اس پر معصیت وادبار کی گھٹائیں چھا جائیں تو انسان حیوان سے زیادہ درندہ اور بے حیا ہو جاتا ہے۔ مگر دل۔ جو گوشت اور ہڈیوں کے غلاف میں محفوظ ہے۔ کو متاثر کرنے والی اور باہر کے اثرات مرتب کرنے والی عموما دو چیزیں ہیں۔ ایک آنکھ اور دوسری کان۔ آنکھ کا نظارہ ہی عموما دل کے بہکنے کا سبب بنتا ہے۔ آج کے اس پرفتن دور میں بہت کم خوش نصیب ایسے ہیں جو آنکھ کی ہولناکیوں سے محفوظ ہیں، ورنہ عموما انسان بچہ ہو، بوڑھا ہو یا جوان اس مصیبت میں گرفتار اور آنکھ کی بیماریوں کا اسیر ہے۔ گلی محلے کے چوراہوں میں، بازار اور دکان میں نظر بازی کے اسی مرض نے قوم کو بے حیا بنا دیا ہے۔ اخلاق تباہ وبرباد ہو کر رہ گئے ہیں۔ بلکہ یہ مرض سرطان کی طرح ہر سو پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے آنکھ سے ہونے والی بے اعتدالی اور ہولناکی سے خبردار فرمایا اور کہا کہ آنکھ کا بھی زنا ہے۔ اسی طرح راگ اور گانا، عشق ومحبت کی داستانیں فحش و بے حیائی پر مبنی کہانیاں جب کان تک پہنچتی ہیں تو اس سے بھی دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے اسی بنا پر فرمایا تھا کہ " اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا " کہ گانا بجانا زنا کا منتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی وجہ سے کان اور آنکھ کی حفاظت کی تاکید فرمائی۔ گانا وغیرہ سننے سے منع فرمایا اور آنکھ کی آوارگی سے روکا۔

زیر نظر رسالہ میں ہم نے کتاب وسنت اور آثار سلف کی روشنی میں آنکھ سے پیدا ہونے والے فتنوں اور ان کے انجام سے خبردار کیا ہے اور ان سے محفوظ رہنے اور بچنے کا

طریقہ ذکر کیا ہے۔اوراسی ضمن میں آنکھ کے متعلق بعض دیگر مفید مباحث کا تذکرہ بھی آ گیا ہے جو یقیناً قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔اِنْ شَآءَ اللہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے سب مسلمانوں کی اصلاح وبھلائی کا ذریعہ بنائے (آمین)

حضرات!

یہ ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد کی پچیسویں (۲۵) پیشکش ہے علاوہ ازیں ادارہ نے "**مسند الامام ابی یعلی ،العلل المتناهية** "وغیرہ جیسی ضخیم اورنایاب کتابیں بھی شائع کی ہیں جو عالم اسلام میں پہلی بار منصۂ شہود پر آئیں۔یہ سب فیضان ادارہ کے بانی حضرات کے خلوص اور للّٰھیت کا نتیجہ ہے۔میری ان سے مراد ہے:

- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ غفرلہ
- مناظر اسلام حضرت مولانا محمد رفیق صاحب مدن پوری رحمہ اللہ

افسوس ادارہ بہت جلد اپنے ان محسنین سے محروم ہو گیا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو ان کیلئے صدقہ جاریہ بنائے (آمین)

اسی طرح ٹھوس علمی بنیادوں پر خدمت دین سرانجام دینے میں جو حضرات دامے درمے سخنے قدمے ادارہ سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو بھی قبول فرمائے اور اسے ان سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر میں یہاں محترم حکیم محمد شریف احسن صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں۔جنہوں نے پورے مسودہ پر عمیق نگاہ ڈالی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔اسی طرح برادر عزیز رفیق ادارۃ العلوم الاثریہ مولانا عبدالحی انصاری صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کی تصحیح وتزیین اور اس کے پروف پڑھنے میں بھرپور تعاون کیا۔

جزاهما الله احسن الجزاء .

ارشاد الحق اثری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی الہ وصحبہ اجمعین، اما بعد:

انسان کو نقاش ازل نے کچھ اس سلیقے سے بنایا کہ یہ اس کی صناعی اور کاریگری کی ایک زندہ جاوید مثال بن گیا ہے۔ اس کو اس نے خود اپنے ہاتھ سے بنایا "خَلَقْتُ بِیَدَیَّ" اور اسے "احسن تقویم" کا شرف بخشا۔ اس کے جسم کا ہر ایک عضو صانع مطلق اور خالق کل کے کمال کا مظہر ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے عجیب بات کہی۔ فرماتے ہیں کہ قدرت الٰہی کی بوقلمونی دیکھئے کہ عالم دنیا۔ جسے حکماء "عالم کبیر" کہتے ہیں۔ کی ہر چیز کی نظیر عالم صغیر یعنی حضرت انسان میں بڑے ڈھب سے سجا دی گئی ہے۔ انسانی حواس کواکب مضیئہ سے اشرف ہیں۔ اشیاء کے ادراک میں آنکھ اور کان بمنزلہ شمس و قمر ہیں۔ اس کا خمیر مٹی سے ہے تو یہ بالآخر مٹی ہی میں جائے گا۔ اس میں رطوبات جسمانیہ پانی کی جنس سے ہیں۔ روح اور نفس جنس ہوا سے ہیں آگ کا عنصر پتا اور صفراء ہے۔ اس کی رگیں بمنزلہ نہروں کے ہیں۔ جگر بمنزلہ چشمہ کے ہے تو مثانہ کی صورت سمندر کی سی ہے کہ جسم کا پانی اس کی طرف عود کرتا ہے۔ ہڈیاں بمنزلہ پہاڑوں کے ہیں جو زمین کیلئے میخیں ہیں۔ اس طرح انسانی ڈھانچے کا قیام ہڈیوں کی بدولت ہے۔ اس کے اعضا بمنزلہ درختوں کے ہیں۔ پھر جیسے درختوں کے پتے اور پھول جدا جدا ہوتے ہیں اسی طرح ہر عضو کا عمل و اثر علیحدہ علیحدہ ہے۔ جسم کے بالوں کی مثال زمین پر نباتات اور گھاس وغیرہ کی ہے۔ پھر جیسے بعض پودوں کی حفاظت اور بعض کو کاٹ دیا جاتا ہے ویسے ہی بالوں میں بھی یہی عمل جاری و ساری رکھا گیا ہے۔ انسان زبان سے ہر حیوان کی بولی بول سکتا ہے اور اپنے اعضا سے اس کی نقل و حرکت کی عکاسی کر سکتا ہے۔ تو یوں یہ چھوٹا سا انسان اس

عالم کبیر کا عالم صغیر ہے۔(تفسیر احکام القرآن للقرطبی ص۲۰۲،۲۰۳ ج۲)

مزید عرض ہے کہ جسم انسان میں معدہ کی کیفیت تالاب اور جوہڑ کی سی ہے جسے عندالضرورت صاف رہنا چاہیے۔ورنہ یہ تعفن پیدا کر کے سارا مزا کرکرا کر دے گا۔ سمندروں کی گہرائی اور گیرائی کا تصور دل کی گہرائیوں میں پنہاں ہے۔پھر جس طرح سمندروں سے آبی بخارات اٹھ کر ہمالیہ سے ٹکرا کر برسات کا سبب بنتے ہیں اور یہی بارش اس مردہ زمین کو تازگی بخشتی ہے اسی طرح دل کے سمندر سے بخارات اٹھ کر دماغ کے ہمالیہ سے ٹکراتے ہیں تو آنکھوں سے ''بارش'' برستی ہے جس سے ایمان کی کھیتی لہلہاتی ہے اور مردہ دلوں کو جلا ملتی ہے۔

خالق مطلق کی اسی صنعت گری کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔﴿وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ (الذاریات:۲۱) ''کہ خود تمہارے اپنے وجود میں اس خالق و مالک کے کمال کی نشانیاں موجود ہیں'' جسم انسان میں یوں تو ہر ہر عضو اور ایک ایک جوڑ عجائبات الٰہی کا مظہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا نتیجہ ہے۔مگر اس کا ایک اہم عنصر اور عظیم ترین احسان آنکھ ہے۔

آنکھ عظیم نعمت ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو اتنے انعامات سے نوازا ہے کہ انہیں کوئی حیطۂ شمار میں بھی نہیں لا سکتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿إِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾

''کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم انہیں شمار نہیں کر سکتے''

چہ جائے کہ یہ کمزور انسان ان نعمتوں کا شکر ادا کر سکے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص یوم پیدائش سے لے کر مرنے کے وقت تک تمام لمحات اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کی رضا جوئی میں گزار دے تو وہ اسے بھی قیامت کے دن حقیر سمجھے گا۔(احمد،طبرانی وغیرہ) کہ مجھ سے اللہ کی عبادت اور اس کی حمد و ثنا کا حق ادا نہ

ہوسکا۔ انہی بے شمار نعمتوں میں ایک عظیم نعمت آنکھ ہے۔ جس کے بارے میں فرمایا:۔

﴿اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ○ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ○﴾ (البلد ۸،۹)

''کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے''

آنکھ کی اس نعمت کا اندازہ آپ اس حدیث سے بھی کر سکتے ہیں جسے امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ایسا تھا جو پہاڑ پر پانچ سو سال تک عبادت کرتا رہا۔ اس کے اردگرد دریا تھا۔ پہاڑ پر پانی پینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چشمہ جاری کر دیا اور ایک انار کا درخت اگا دیا، وہ انار کھاتا اور میٹھا پانی پیتا اور ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا۔ فوت ہوتے وقت اس نے التجا کی، الٰہی حالت سجدہ میں میری روح قبض کی جائے۔ میرے جسم کو صحیح سالم رکھا جائے تاکہ قیامت کے دن میں سجدہ کی حالت میں اٹھایا جاؤں ۔ چنانچہ اس سے اللہ تعالیٰ نے یہی معاملہ کیا۔ مگر ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے روز جب اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرمائیں گے کہ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دیا جائے مگر وہ کہے گا نہیں بلکہ میرے عمل کے بدلے مجھے جنت میں داخل کیا جائے اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ میرے بندے کے اعمال اور میری نعمتیں جو میں نے اسے دی تھیں، کے مابین موازنہ کرو چنانچہ ایک آنکھ کی نعمت کا جب اس کے پانچ صد سالہ اعمال کے مقابلے میں وزن کیا جائے گا تو آنکھ کی نعمت کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور باقی نعمتیں اس پر مستزاد ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسے اب جہنم میں پھینک دو پھر وہ عرض کرے گا الٰہی مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسے واپس لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے میرے بندے بتلاؤ تمہیں عدم سے وجود کس نے بخشا؟ عرض کرے گا اے اللہ! آپ نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہیں پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی قوت کس نے بخشی؟ اسی طرح تیرے کھانے کیلئے انار کا درخت کس نے اگایا

اور پینے کیلئے پانی کا چشمہ کس نے جاری کیا؟ عرض کرے گا اے اللہ! آپ نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ سب میری رحمت سے ہوا۔ میری رحمت سے ہی تو جنت میں جائے گا۔ اور حکم فرمائے گا کہ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔ (المستدرک للحاکم، والترغیب ص ۳۹۹۔۴۰۱ ج ۴) اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آنکھ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

امام حاکمؒ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ منذریؒ نے الترغیب اور علامہ ابن قیمؒ نے شفاء العلیل (ص ۱۱۴) میں ان کی موافقت کی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ جیسا کہ علامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک اور میزان (ج ۲ ص ۲۲۸) میں کہا ہے۔ علامہ البانی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے تفصیل کے لئے دیکھئے (الضعیفہ نمبر ۱۱۸۳) تاہم معنوی طور پر اس کی تائید حضرت ابوھریرہؓ وغیرہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے اعمال کے بدلے میں جنت میں نہیں جا سکتا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا جناب آپ ﷺ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی نہیں الاّ یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔ (بخاری، مسلم وغیرہ، راجع الصحیحة نمبر ۲۶۰۲)

زبان اور ہونٹ سے انسان اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔ کھانے پینے میں بھی یہ دونوں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ آنکھ سے انسان تمام خارجی محسوسات کا ادراک کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صناعی اور کاریگری کا مشاہدہ کرتا ہے۔ آنکھوں کی اس اہمیت کی بنا پر کہا جاتا ہے ''آنکھ ہے تو جہان ہے، آنکھ نہیں تو جہان نہیں'' اور یہ بھی کہ ''آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل'' یا ''آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ'' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''آنکھ مندی اندھیرا پاک'' یعنی آنکھ بند ہونے کے بعد اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

آنکھ کی حفاظت

آنکھ کی اسی عظیم نعمت کا تقاضا ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ لگانے کی تاکید فرمائی ہے

اور خود بھی روزانہ رات کو سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں سرمے کی ڈالتے تھے۔ (ترمذی وغیرہ) امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ مگر یہ روایت حسن نہیں بلکہ سخت ضعیف ہے اس کے برعکس حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں آنکھ میں تین باراور بائیں آنکھ میں دوبار سرمہ ڈالتے تھے یعنی تین سلائیاں دائیں میں اور دو بائیں آنکھ میں۔ علامہ البانی نے (السلسلة الصحيحة رقم ٦٣٦) میں اسے ذکر کیا ہے اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کی سابقہ روایت پر تفصیلا نقد کیا ہے۔

سیاہ سرمہ ہر دور میں نظر کی تقویت اور آنکھ سے ردی مواد کے اخراج کا سبب سمجھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے ''اثمد'' کی بڑی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ آنکھوں کو جلا بخشتا ہے اور پلکوں کو اگاتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، فی الشمائل وغیرہ)

حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ''اثمد'' وہ سیاہ پتھر ہے جو اصفہان سے آتا ہے اور مغرب سے بھی یہ درآمد کیا جاتا ہے۔ اس کا مزاج سرد خشک ہے اور بینائی کو طاقت دیتا ہے بالخصوص جبکہ اس کے ساتھ کچھ کستوری بھی ملالی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ سوتے وقت کستوری ملا ہوا اثمد سرمہ لگاؤ (زادالمعاد) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ''کماۃ'' یعنی کھنبی کے پانی کو آنکھ کے لئے شفا فرمایا ہے امام نوویؒ نے لکھا ہے اس کا مجرد پانی فی الواقعہ شفا ہے۔ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے ہمارے زمانے میں بعض نابینا حضرات نے بھی اس کا تجربہ کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی درست فرمادی اور وہ شیخ کمال دمشقی ہیں جو حدیث کے استاد ہیں انہوں نے سچے اعتقاد سے کھنبی کا پانی آنکھوں میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی بحال کردی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اسے بعض دیگر ادویہ کے ہمراہ استعمال کرنا چاہیۓ۔ آنکھ کی حفاظت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اسے آرام بہم پہنچایا جائے۔ ٹیلی ویژن، وی سی آر وغیرہ کو دیکھنے کے لئے مسلسل بیدار رہنا تو کجا ہمیشہ شب بھر عبادت میں وقت صرف کرنے کا عزم کرنے والے صحابی سے بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ ''وَلِعَينِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ'' کہ تیرے اوپر تیری آنکھ کا حق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرنا چاہیۓ اور اس کی حفاظت کے لئے کوئی

دقیقہ اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے۔انسان کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کے لئے جو قانون اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دیا ہے اس میں اتنی گیرائی اور گہرائی ہے کہ کسی اور قانون کی طرف التفات کی ضرورت ہی نہیں رہتی ۔انسانی جان ہی نہیں انسان کے ایک ایک عضو کی حفاظت کیلئے بھی قانون متعین فرمایا۔آنکھ ہی کو لیجئے اگر کوئی کسی کی ایک آنکھ ضائع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی قصاص لینے کا حکم فرمایا ہے ۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بصورت دیت ،نصف دیت یعنی پچاس اونٹ وصول کئے جائیں گے اور اگر دونوں آنکھیں ضائع کر دیتا ہے تو پوری دیت وصول کی جائے گی ۔(نصب الرایہ ،بیہقی وغیرہ) جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی آنکھ کی قدر ومنزلت کیا ہے اور اس کے ضائع کرنے والے کی سزا کیا ہے؟

اس کے قدردان کم ہیں

مگر افسوس کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کے قدر دان بہت کم ہیں ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ﴾(السجدة : ۹ ،الملک : ۲۳)

''اور تم کو کان دیئے آنکھیں دیں اور دل دیا تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔''

چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کان اس کا کلام گوش ہوش سے سنتے ۔اس کے عطا کردہ دل سے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتے ۔اس کی دی ہوئی بصارت سے بصیرت کا کام لیتے ۔تکوینی امور کو بنظر امعان دیکھتے اور ان سے سبق حاصل نہ کرنے والوں کا انجام دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جاتے ۔اسباب کو دیکھ کو مسبب الاسباب کی معرفت حاصل کرتے ۔مگر افسوس تم نے ان سے کوئی کام نہ لیا۔انہی بدنصیبوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ

آذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ بِهَا اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ﴾

(الاعراف ۱۷۹)

''کہ ان کے دل ہیں مگر یہ ان سے سوچتے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ یہ ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں''

یعنی ان سے وہی کام لیتے ہیں جس سے ان کی دنیوی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی چیز پر غور وفکر کرنے اس پر کان دھرنے اور بنظر عمیق اسے دیکھنے پر کھنے کا ان میں داعیہ ہی نہیں۔ جس طرح چوپایوں کے تمام ادراکات محض اپنے تن من کے لئے محدود ہیں اسی طرح ان کی ساری تگ ودو بھی اپنی ضروریات کیلئے ہے فطری صلاحیتیں ہوتے ہوئے بھی ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ بعض تو انتہائی بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مالک حقیقی کے مقابلے میں درختوں پتھروں جانوروں کی پرستش شروع کردیتے ہیں۔ حیوانات ایسی حماقت کبھی نہیں کرتے۔ جس کا کھاتے ہیں اسی کے در کا ہو رہتے ہیں مالک بلاتا ہے تو سر جھکا کر چلے آتے ہیں۔ اس لئے یہ حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں اس نعمت کا سوال ہوگا

انسان نے ایک نہ ایک دن اس دار العمل سے نکل کر دار الجزاء میں پہنچنا ہے جہاں اسے زندگی بھر کے نامہ اعمال کا حساب چکانا ہے۔ اور اس دنیا میں جن ان گنت نعمتوں سے مستفید ہو رہا ہے ان کے بارے میں بھی سوال کا جواب دینا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿ثُمَّ لَتُسۡئَلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ﴾ (التکاثر : ۸)

''پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا''

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو راستے میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا

کیا معاملہ ہے؟اس وقت گھر سے باہر کیسے آئے؟ تو انہوں نے عرض کیا بھوک کی وجہ سے باہر کھانے کی تلاش میں نکلے ہیں۔آپ نے فرمایا میرا گھر سے باہر آنے کا سبب بھی یہی ہے۔چنانچہ آپ ﷺ ایک انصاری حضرت مالک بن التیھان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔مگر وہ گھر پر نہ ملے۔اہلیہ نے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کوخوش آمدید کہا آپ ﷺ نے حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو بتلایا گیا کہ وہ میٹھا پانی لینے کے لئے گئے ہیں۔ ابھی آجاتے ہیں۔اچانک اسی وقت وہ بھی واپس آگئے تو آپؐ کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور کہا کہ مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہیں کہ میرے پاس سب سے محترم مہمان تشریف لائے ہیں۔انہوں نے فوراً ایک برتن میں خشک اور تازہ کھجوریں لاکر خدمت میں پیش کیں اور عرض کیا آپ یہ تناول فرمائیں وہ اٹھے چھری لی اور ایک بکری ذبح کی اور گوشت پکا کے خدمت میں پیش کیا آپؐ اور آپؐ کے دونوں ساتھیوں نے جی بھر کر کھجوریں اور گوشت وغیرہ کھایا۔کھانا کھا چکے تو آپؐ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو نعمتیں ابھی تم نے کھائی ہیں ان کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا (صحیح مسلم) اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ ہر انسان سے صحت اور فرصت کے لمحات کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا کہ کیا میں نے تمہیں صحت نہیں دی تھی؟ فرصت وفراغت کے لمحات نہیں دیئے تھے؟ ان کو تم نے کس طرح صرف کیا؟ اسی طرح آنکھ کان اور دل کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ (الاسراء: ۳۶)

''بے شک کان، آنکھ اور دل کے بارے میں ہر شخص سے پوچھا جائے گا۔''

کہ یہ تمام قوی تم نے کہاں کہاں استعمال کئے تھے؟ کانوں سے کیا سنتا رہا ہے؟ قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین سنے یا خرافات، راگ، گانا بجانا سنتا رہا

ہے؟ انہیں سچائی کے سننے کا خوگر بنایا کہ وضعی قصے کہانیوں کا رسیا بنایا؟ تمہیں آنکھیں دی تھیں زندگی بھر ان کا مصرف کیا رہا؟ یہ تو تمہیں دی تھیں کہ صانع حقیقی کی کرشمہ سازیوں کو دیکھ کر تم پکار اٹھو! ﴿اَفِی اللّٰهِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''کیا اس اللہ کے بارے میں شک کی گنجائش ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا'' (ابراھیم: ۱۰)

اسی طرح فلک وفرش، شمس وقمر کے اس آفاقی نظام کا مشاہدہ کر کے تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاؤ کہ:

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ (آل عمران: ۱۹۱)

''اے ہمارے رب تو نے یہ سارا نظام بے مقصد اور عبث نہیں بنایا''

جھٹلانے والوں کے انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر سبق حاصل کرتے۔ نامہ اعمال کو چشم بینا سے دیکھ کر آنسو بہاتے۔ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے آرام وسکون کی نیند کی بجائے بیدار اور چوکنا رہ کر اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے۔ آنکھوں کے صحیح مصرف کی بجائے اگر انہیں نظر بازی میں مصروف رکھا۔ سینما بینی، وی سی آر وغیرہ جیسے فحش اور بے ہودہ پروگرام پر لگایا۔ قرآن پاک دیکھنے کی بجائے بے مقصد اور لچر ناولوں کو دیکھنے پڑھنے پر لگائے رکھا، تو یہی آنکھیں اور جسم کے دوسرے اعضا قیامت کے روز بول بول کر انسان کے خلاف گواہی دیں گے یہی زبان کہے گی کہ اس نے میرے ذریعے فلاں فلاں کفر تولا۔ گالی گلوچ، غیبت اور بہتان باندھا۔ اسی طرح جسم کے باقی اعضا بھی انسان کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کرتا رہا ہے اس وقت انسان پریشانی کے عالم میں اعضا سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ تم میرے خلاف گواہی کیوں دے رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے جس نے سب کو قوت گویائی بخشی اس نے ہمیں بھی بولنے کا حکم دیا۔ یوں وہ حسرت ویاس کی تصویر بنا رہ جائے گا مگر:

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اللہ تعالیٰ چاہے تو بصارت چھین لے

یہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کا عظیم عطیہ ہیں۔اس کی کوئی قیمت انسان ادا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا کوئی مطالبہ ہے۔مطالبہ ہے تو بس اس بات کا کہ اس کو اللہ کی مرضی کیمطابق استعمال کیا جائے جہاں آنکھ کے تصرفات سے روکا ہے اس سے پرہیز کیا جائے ورنہ یہ نعمت چھینی جاسکتی ہے۔

﴿ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ﴾ (یٰسٓ:٦٦)

''اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو ملیا میٹ کر دیتے پھر یہ راستے کی طرف دوڑتے پھرتے سو وہ ان کو کہاں نظر آتا؟''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے

﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ﴾ (الملک:٣٠)

''آپ کہہ دیجئے کہ بھلا یہ بتلاؤ اگر تمہارا پانی غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارا (چشمے کا) [1] پانی لے آئے۔''

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ذکر کیا ہے کہ ایک نادان حکیم نے یہ آیت سنی تو کہنے لگا اگر ایسا اتفاق ہو جائے تو ہم پھاوڑے اور کدال کی مدد سے پانی زمین سے نکال لیں گے۔یہ بات کہنی تھی کہ سیاہ موتیا اس کے آنکھ میں اتر آیا اور بینائی جاتی رہی اور پردہ غیب سے اس نے یہ آواز سنی کہ پہلے یہ سیاہ پانی اپنی آنکھ سے دور کرو اور بینائی کا سفید پانی اس کی جگہ لے آؤ پھر زمین سے کنواں یا چشمہ کھود کر پانی نکالنا (عزیزی) نماز کے

---

[1] شاعر نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

لاکھ چاہا کہ کروں ضبط ، نہ رووں لیکن
چشمۂ چشم سے آہی گئے آنسو باہر

دوران آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھانے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور خبردار کیا ہے کہ اگر تم اس سے باز نہیں آؤ گے تو خطرہ ہے کہ کہیں تمہاری بینائی ضائع نہ کر دی جائے (بخاری و مسلم) اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے اس سے ڈرتے رہنا چاہیے اور آنکھوں کو اسی جگہ استعمال کرنا چاہئے جہاں اس کی اجازت ہے۔

آنکھ کا شکر

آنکھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ امام بکر بن عبد اللہ مزنی فرمایا کرتے تھے کہ اے آدم کے بیٹے! اگر تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کتنی نعمتوں سے نوازا ہے تو تم اپنی آنکھیں بند کر لو خود بخود اللہ کے انعامات کا علم ہو جائے گا۔ ہر نعمت پر شکر لازم ہے اور یہ شکر صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ ہر عضو اپنے دائرے میں شکر کا مقتضی ہے۔ امام ابو حازم سلمہ بن دینار ؒ فرماتے ہیں آنکھوں کا شکر یہ ہے:

"اِنْ رَاَیْتَ بِهِمَا خَیْرًا اَعْلَنْتَهٗ وَاِنْ رَأَیْتَ بِهِمَا شَرًّا سَتَرْتَهٗ"

(تهذيب ابن عساكر ص ٢٨٨ ج٦، كتاب الشكر لا بن ابی الدنيا ص ٦٠)

اگر تو ان سے کوئی اچھی چیز دیکھے تو اس کا اظہار کرے اور اگر بری چیز دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کرے۔

بصارت چلے جانے کا بدلہ

بینائی جتنی عظیم نعمت ہے اس کے ختم ہونے پر اگر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جائے تو اس کا اجر بھی اتنا ہی بڑا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اپنے جس مومن بندے کو آنکھوں سے محروم کر کے اسے آزمائش میں مبتلا کر دوں اور وہ اس پر صبر کرے تو ان دونوں آنکھوں کے بدلے میں اسے جنت دوں گا۔ اور ایک حدیث کے الفاظ میں ہے کہ "لَمْ یَکُنْ لَهٗ جَزَآءٌ عِنْدِیْ اِلَّا الْجَنَّةَ" کہ "میرے پاس اس کے لئے اس کی جزاء جنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔" مسند امام احمدؒ میں حضرت عائشہ بنت قدامہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بڑی ناگوار گزرتی ہے کہ

اپنے مومن بندے کی بصارت ضائع کر دے پھر اسے جہنم میں دھکیل دے۔ یہ اجر و ثواب اسی صورت میں ہے جب اس پریشانی پر صبر کرے۔ صحیح ابن حبان میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "اِذْ هُوَ حَمِدَنِيْ عَلَيْهَا" کہ جب وہ اس پر بھی میری تعریف یعنی حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل کرتا رہے۔ لیکن اگر وہ بے صبری کا مظاہرہ کرے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناراضی اور شکوے کا اظہار کرے، اطاعت و فرمانبرداری کی بجائے معصیت و نافرمانی کا مرتکب ہو جائے تو پھر دنیا و آخرت میں سوائے خسارہ اور نقصان کے اور کچھ بھی نہیں پائے گا۔ (أعاذنا الله منه)

بصیرت سے محرومین کا انجام

وہ بدنصیب جو زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے اور آنکھ سے متعلقہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوتے۔ مظاہر قدرت کو دیکھ کر بھی ایمان کی دولت سے محروم رہتے ہیں، قیامت کے روز جہنم ان کی آنکھوں کے سامنے کر دی جائے گی۔

﴿وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ○ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾

(الکهف: ۱۰۰،۱۰۱)

"کہ جس دن ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے ان کافروں کے سامنے جو میرے ذکر سے اندھے بنے ہوئے تھے اور کچھ سننے کے لئے تیار ہی نہ تھے"

اس وقت یاس اور شرمندگی ان کے چہروں سے ٹپک رہی ہوگی، دنیا میں تکبر و غرور سے سر بلند کرنے والے اس وقت مجرموں کی طرح سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اور کہیں گے:

﴿رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾

(السجدة: ۱۲)

"اے ہمارے رب ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا آپ ہمیں واپس بھیج

دیجئے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾(مریم: ۳۸)

”اس دن جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے ان کے کان خوب سن رہے ہوں گے اور ان کے آنکھیں خوب دیکھتی ہوں گی مگر یہ ظالم آج کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں“

آج جب اس دنیا میں آنکھ اور کان سے وہ کام نہیں لیتے جو انہیں لینے چاہئیں تو اس جرم کی پاداش میں جب جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے تو حسرت اور افسوس سے کہیں گے:

﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾(الملک: ۱۰)

کاش! ہم سنتے یا سمجھتے (یعنی قدرت الٰہی کی نشانیاں دیکھ کر بصیرت حاصل کر لیتے) تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے (اعاذنا اللہ منھا)

آنکھ افضل یا کان؟

اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ کان افضل ہے یا آنکھ۔ امام محمد بن قاسم بن بشار ابن الانباری المتوفی ۳۲۸ھ اور احناف کا خیال ہے کہ آنکھ افضل ہے مگر شوافع اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری المتوفی ۲۷۶ھ کہتے ہیں کان افضل ہیں ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ○﴾(یونس: ۴۲،۴۳)

''یعنی ان میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو تیری باتیں سنتے ہیں مگر کیا تو بہروں کو سنائے گا خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں؟ اور ان میں سے بہت سے لوگ وہ ہیں جو تجھے دیکھتے ہیں مگر کیا تو اندھوں کو راہ بتائے گا خواہ انہیں کچھ نہ سوجھتا ہو''

ان آیات میں قوت سماع کے ضائع ہونے سے عقل کے چلے جانے کا ذکر ہے مگر نظر کے جانے سے صرف بینائی کے جانے کا ذکر ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کان افضل ہیں۔ لیکن امام ابن الانباری فرماتے ہیں کہ یہ استدلال درست نہیں۔ کان آنکھ سے افضل کیونکر ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنکھ کی بدولت انسان بآسانی چلتا پھرتا ہے۔ منزل کو بآسانی پالیتا ہے اور ہلاکت و بربادی کی جگہ سے بآسانی بچ نکلتا ہے۔ چہرے کی خوبصورتی اور رونق اسی سے ہے۔ اور حدیث میں آنکھ ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جس کی میں (اللہ عزوجل) دونوں آنکھوں کی بینائی ختم کر دوں وہ اس پر صبر کرے تو اس کی جزا جنت ہے۔ یہ بشارت قوت سماعت چلے جانے پر قطعاً نہیں جو اس کی دلیل ہے کہ آنکھ افضل ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ ابن قتیبہ نے جس آیت سے استدلال کیا ہے وہ استدلال بھی درست نہیں کیونکہ نظر کے جانے سے صرف بینائی کے چلے جانے کا ہی ذکر نہیں بلکہ ﴿لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ سے مراد بصارت قلبی سے محرومی ہے۔ جیسے سماعت کے فقدان سے ﴿لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ بے وقوفی کا ذکر ہے۔ (ویسے بھی سر کی آنکھیں کھلی ہونے سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا جانور بھی تو آنکھ سے دیکھتا ہے اصل دل کی آنکھوں کا کھلا ہونا یعنی بصیرت مراد ہے اسی لئے نفی يَنْظُرُوْنَ کی نہیں ﴿لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ کی ہے پھر اس آیت میں اگر کانوں کا ذکر پہلے ہے تو اس سے بھی ان کا افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایک دوسرے مقام میں آنکھوں کا ذکر پہلے ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ﴾

(ھود: ۲۴)

''ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی اندھا بہرا ہو اور دوسرا دیکھنے اور سننے والا ہو۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔؟''

کانوں کو افضل قرار دینے والے حضرات کا کہنا ہے کہ دنیا وآخرت کی سعادت ایمان واطاعت پر موقوف ہے اور یہ کانوں ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا کلام کانوں ہی سے سنا جا سکتا ہے۔ اور کان سے جو علوم حاصل ہوتے ہیں ان کا دائرہ وسیع تر ہے آنکھ سے صرف موجودات کا علم ہوتا ہے جبکہ کان سے موجود ومعدوم، حاضر وغائب اور قریب وبعید کا ادراک ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کفار کا قرآن نہ سننے کی مذمت زیادہ بیان ہوئی ہے جبکہ عدم بصر کی مذمت عقل وسمع کے بالتبع ہے۔ سماعت نہ ہو تو انسان گونگا ہوتا ہے مگر نابینا ہو تو بصیرت میں بسا اوقات اضافہ ہو جاتا ہے اور نابینا حضرات علم وفضل میں بلند مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں مگر عموماً بہروں کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا نابینا علماء تو بکثرت ہوئے ہیں [1] لیکن بہرے نہ ہونے کے برابر، بلکہ صحابہ میں سے تو کوئی بھی بہرا نہ تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کان افضل ہیں۔

اس کے برعکس آنکھ کو افضل قرار دینے والے حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے سب سے بڑی نعمت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار ہے جو جنت میں اہل جنت کو حاصل ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہ شرف آنکھ کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ضرب المثل ہے کہ ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' کیونکہ سننے میں غلطی کا امکان زیادہ ہے جبکہ دیکھنے اور مشاہدہ کرنے میں غلطی کا امکان انتہائی کم ہوتا ہے۔ بلکہ علم کے مراتب ثلاثہ: علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین میں پہلا درجہ کان سے متعلق ہے اور دوسرا آنکھ۔ تبھی اسے عین الیقین کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے بارے میں ایمان ویقین تھا۔ مگر اس کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى﴾ کہ ''اے میرے رب مجھے دکھا کہ آپ مُردوں کو کیونکر زندہ کریں گے؟'' علم کے اس اعلیٰ مرتبہ کا تعلق آنکھ سے ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آنکھ افضل ہے آنکھ دل کا آئینہ ہے۔ آنکھ سے دل کے تاثرات یعنی کسی سے محبت اور بغض، دوستی اور عداوت، خوشی اور غمی کے آثار نمودار ہوتے ہیں جس سے انسان دوسرے

---

[1] کتب تاریخ ورجال میں نابینا علماء کی ایک طویل فہرست ہے، مولانا حبیب الرحمٰن شروانی مرحوم کا اس سلسلے میں ایک مستقل رسالہ ''علماء سلف اور نابینا علماء'' قابل دید ہے۔

انسان کے قلبی تاثرات کو بھانپ سکتا ہے۔ مگر کان کا اس اعتبار سے دل سے کوئی علاقہ نہیں ۔ وہ صرف دل تک بات پہنچانے کی ذمہ داری ہی ادا کرتے ہیں ۔ آنکھ سے کسی چیز کا ادراک مکمل اور اکمل ہوتا ہے۔ نیز اس کا مقام اور محل بھی کان کی نسبت زیادہ خوبصورت اور عجائبات کا حامل ہے۔ حافظ ابن قیمؒ یہ ساری تفصیل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ دونوں کو ایک اعتبار سے ایک دوسرے پر فوقیت حاصل ہے کانوں کو عمومیت کے اعتبار سے مزیت حاصل ہے جبکہ آنکھ کو کامل اور اکمل ادراک ہونے کے ناطے سے افضلیت حاصل ہے۔ (بدائع الفوائد: ج ۳ ص ۷۰،۷۱ ج ا ص ۱۶۴، ۱۶۵) حافظ ابن قیمؒ نے تقریباً یہی کچھ (مفتاح دارالسعادہ: ج ا ص ۱۱۰۔۱۱۲) میں فرمایا ہے۔ البتہ وہاں کان کو افضل قرار دینے والوں میں امام ابوالمعالی وغیرہ کا اور آنکھ افضل قرار دینے والوں میں امام ابن قتیبہ کا نام لیا ہے۔ واللہ اعلم۔

بلاشبہ کان اور آنکھ کو بعض وجوہ کی بنا پر ایک دوسرے پر فوقیت حاصل ہے مگر بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو آنکھ افضل ہے اس کا دائرہ کار وسیع اور ادراک کامل و مکمل ہوتا ہے۔ یہ حصول کا ذریعہ ہی نہیں حفاظت کا بھی ذریعہ ہے۔ آنکھ کو عربی زبان میں ''عین'' کہا گیا ہے علامہ راغب فرماتے ہیں کہ ''عین'' بمعنی سونا بھی آیا ہے کیونکہ یہ جواہرات میں افضل سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ اعضا میں آنکھ سب سے افضل ہے اور اسی سے افاضل قوم کو ''اعیان'' کہا جاتا ہے۔ اور ماں باپ دونوں کی طرف سے حقیقی بھائیوں کو ''اعیان الا خوۃ'' عینی بھائی کہا جاتا ہے (مفردات القرآن) ظاہر ہے کہ اولاد میں سب سے افضل عینی بھائی بہن ہی ہوتے ہیں ۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ہی دل وجان کی راحت کا سبب بنتی ہے۔ اور جو چیز آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے انسان اس کے حصول کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ کا بھی یہی رجحان معلوم ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا ہے ''ھذان السمع و البصر'' کہ یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں آپ کے اس فرمان میں چار

احتمال ہیں:

اول: دونوں حضرات میرے سمع وبصر کی حیثیت سے ہیں۔

دوم: دین اسلام میں ان کی وہی حیثیت ہے جو جسم میں کان اور آنکھ کی ہوتی ہے۔ یوں رسول اللہ ﷺ بمنزلہ دل اور روح کے ہیں اور ابو بکر وعمرؓ بمنزلہ سمع وبصر کے۔

سوم: یہ تشبیہ دونوں کو حاصل ہے یعنی دونوں بمنزلہ سمع وبصر ہیں۔

چہارم: یا یہ مراد ہے کہ ایک بمنزلہ کان ہے اور دوسرا بمنزلہ آنکھ ہے۔ اہل علم میں اختلاف ہے کہ دونوں میں کون بمنزلہ کان اور کون بمنزلہ آنکھ ہے۔ اور حضرت صدیقؓ جس صفت سے متصف ہوں گے وہی افضل ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ "والتحقيق ان صفة البصر للصديق" تحقیقی بات یہ ہے کہ صفت بصر حضرت صدیقؓ کے لئے ہے۔" اور صفت سمع حضرت عمرؓ کے حق میں ہے کیونکہ حضرت عمر محدث وملہم ہیں یعنی ان کے دل میں کسی چیز کے صحیح اور درست ہونے کا الہام ہوتا ہے۔ اور اس کا تعلق باطنی سماعت سے ہے مگر صدیق کو مقام صدیقیت کمال بصیرت کی بنا پر حاصل ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ جس کی خبر دیتے ہیں وہ گویا اسے پردے کے پیچھے سے اپنی بصیرت سے دیکھ لیتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑی کرامت ہے اور نبوت کے بعد اس کا مرتبہ ومقام ہے (بدائع الفوائد: ج۱ص۲۷،۳۷) جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آنکھ، کان سے افضل ہے بلکہ باقی ظاہری اعضا وجوارح سے بھی افضل ہے۔

نماز نیکی کا منبع ہے

اسلام میں سب سے پہلا اہم ترین حکم نماز ہے جو عبادت واطاعت کا کامل ومکمل مظہر ہے۔ ظاہری وباطنی طہارت وپاکیزگی اور تمام سعادتوں کے حصول کا ذریعہ ہے جس میں نظم وضبط اور پابندی وقت کا سبق ہے۔ آپس میں الفت کا باعث ہے

کائنات کی فطرت کا اظہار ہے یہ طالب کا پہلا سبق ہے تو سالک کی آخری منزل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کو ''نور'' فرمایا، اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے اطمینان وسکون کا ذریعہ قرار دیا۔ نماز ہی تمام پریشانیوں سے نجات دینے والی اور تمام مشکلوں کو دور کرنے والی چیز ہے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ نماز سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ تو عرض ہے کہ یہ بتلائیے کہ اس سے کیا حاصل نہیں ہوتا۔ ہماری نمازوں کا حال تو بقول شاعر مشرق یہ ہے کہ ؎

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

پوری تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ یہی دیکھئے کہ نماز کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾(العنکبوت: ۴۵)

''کہ بے شک نماز برائیوں اور منکرات سے بچاتی ہے''

گویا نماز نفس امارہ کو شہوات وخواہشات کی چراگاہ سے بچانے کے لئے ایک لگام کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب یہ لگام ہی نہیں تو نفس کو روکنے والی کونسی چیز باقی رہ جاتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں نماز کو تمام انبیاء کرام کا عمل ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾(مریم ۵۹)

''پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئے جنہوں نے نمازیں ترک کر دیں اور شہوتوں کے پیچھے لگ گئے۔ پس عنقریب وہ جہنم کی وادی کو دیکھ لیں گے''

غور فرمائیے یہاں نمازیں ضائع کر دینے کا لازمی نتیجہ شہوات کی پیروی قرار دیا ہے اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں ان کی بدنصیب قوم نے کہا تھا:

﴿يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اَوْ اَنْ

نَّفْعَلَ فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ﴿هود ٨٧﴾

''اے شعیب! تیری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے یا چھوڑ دیں جو کچھ ہم اپنے مالوں میں کرتے ہیں''

نتیجہ یہاں بھی وہی ہے کہ نماز شرک کی اجازت نہیں دیتی۔ایک سچا اور صحیح نمازی شرک کی پگڈنڈیوں میں مارا مارا نہیں پھرتا اور نہ ہی اپنے معاملات میں آزاد اور خواہش پرست ہوتا ہے کہ جو چاہے کرے۔ظاہر ہے کہ اس سے ہماری بے روح نماز مراد نہیں بلکہ وہ نماز ہے جو الفت ومحبت کے جذبہ سے ادا کی جائے اور اسکے تمام لوازمات وواجبات کو نماز ہی کی حد تک محدود نہ سمجھا جائے بلکہ دوسرے اوقات ولحات میں بھی اس کا اہتمام کیا جائے تو بلاشبہ نماز سے بڑھ کر انسان کو برائیوں سے روکنے والا اور کوئی عمل نہیں۔پوری تفصیل سے قطع نظر یہی دیکھئے کہ

آنکھ اور نماز

نمازی کو حکم ہے کہ نماز میں اپنی نگاہ نیچی رکھے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَآءِ فِي صَلَاتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ'' (بخاری ومسلم)

''لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نماز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔آپ نے اس بارے میں بڑی سخت بات فرمائی یہاں تک فرمایا کہ وہ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اندھی کردی جائیں گی''

خود آپ کا معمول یہ تھا کہ

''كَانَ إِذَا صَلّٰى طَأْطَأَ رَأْسَهُ وَرَمٰى بِبَصَرِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ''

''آپ جب نماز پڑھتے تو سر نیچا کر لیتے اور اپنی نگاہ زمین کی طرف مر تکز کر دیتے'' (حاکم ،بیہقی)

آپ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ کی کیفیت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں:

مَا خَلَفَ بَصَرُهُ مَوْضِعَ سُجُوْدِهٖ حَتّٰی خَرَجَ مِنْهُ (حاكم ،بيهقی)

''آپ کی نگاہ سجدہ کی جگہ سے نہیں پھری تا آنکہ آپ باہر نکل آئے''

فرض نماز میں تو آپ نے گوشۂ چشم سے ادھر ادھر التفات یعنی جھانکنے کو بھی پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَا یَزَالُ اللّٰهُ مُقْبِلًا عَلَی الْعَبْدِ فِی صَلَاتِهٖ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ فَاِذَا صَرَفَ وَجْهَهٗ انْصَرَفَ عَنْهُ''(ابو داود ،ابن خزیمة ،ابن حبان)

''جب تک نمازی ادھر ادھر نہیں جھانکتا اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ جب وہ التفات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی توجہ اس سے پھیر لیتے ہیں''

بلکہ آپ ﷺ نے صاف طور پر فرمایا:

''إِذَا صَلَّیْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ یَنْصِبُ وَجْهَهٗ لِوَجْهِ عَبْدِهٖ فِی صَلٰوتِهٖ مَالَمْ یَلْتَفِتْ ''(الترمذی ،حاکم)

''جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر مت جھانکو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی توجہ اپنے بندے کی طرف اس وقت تک کئے رکھتے ہیں جب تک وہ ادھر ادھر نہیں جھانکتا''

''التفات'' یعنی گوشہ چشم سے ادھر ادھر جھانکنے کو آپ نے ''اختلاس شیطان'' اور ''التفات ثعلب'' (کہ یہ شیطان کا جھپٹنا اور لومڑی کا جھانکنا ہے) سے تشبیہ دیکر نفرت کا اظہار فرمایا (احمد ،ابویعلی) تشہد کی حالت میں بھی آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ یہ تھا کہ آپ ﷺ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ توحید کرتے اور آپ ﷺ کی

نگاہ اشارہ سے تجاوز نہ کرتی ۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ

"لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ" (ابو داود ،نسائی،احمد ، بیھقی)

''کہ آپ کی نگاہ اشارہ سے تجاوز نہیں کرتی تھی''

البتہ تعلیم نماز کے لئے مقتدی کا امام کو دیکھنا جائز ہے کیونکہ یہ بجائے خود نماز سے متعلق ہے کہ امام کب اور کیسے رکوع وسجدہ کر رہا ہے۔

نماز اور معراج

سبھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم نبی کریم ﷺ کو معراج کے موقع پر دیا۔اسی دوران میں جب آپ کو اللہ ذوالجلال والاکرام کا قرب نصیب ہوا تو آپؐ کے ادب واحترام کا یہ عالم تھا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾(النجم: ۱۷) ''کہ نہ آپ کی نگاہ چندھیائی اور نہ حد سے متجاوز ہوئی''یعنی آپ ﷺ کی یکسوئی اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ جس مقصد کے لئے بلایا گیا اسی پر آپ ﷺ کا ذہن اور آپ ﷺ کی نگاہ مرکوز رہی اور وہاں جو حیرت انگیز تجلیات اور قدرت الٰہی کے مناظر تھے ان کو دیکھنے کے لئے آپ نے ایک تماشائی کی طرح ہر طرف نگاہیں دوڑانی شروع نہیں کر دیں۔آداب شاہی سے ناآشنا تو دربار کی سج دھج کی طرف بار بار دیکھے گا اور اپنی توجہ کا اسے مرکز بنائے گا۔مگر ایک فرض شناس اور آداب آشنا دربار کا تماشا دیکھنے میں مشغول نہیں ہوگا بلکہ اپنی ساری توجہ اسی مقصد پر مرتکز رکھے گا جس کے لئے وہ دربار میں بلایا گیا ہے۔یہ تھی کیفیت معراج کے دوران رسول اللہ ﷺ کی۔نماز بھی مومن کے لئے معراج اور رب ذوالجلال کے قرب کا ذریعہ ہے اس لیے اس ادب کو نماز میں بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔اوپر آسمان کی طرف یا دائیں بائیں دیکھنے بلکہ گوشۂ چشم سے التفات کرنے سے بھی منع فرمایا تا کہ نمازی کی تمام تر توجہ نماز میں اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف رہے۔اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی لذت پا سکے اور "أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ" " کہ یوں اللہ کی عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو" (بخاری ومسلم) یہی وجہ ہے کہ ہر وہ چیز جو نماز سے توجہ زائل کر دینے کا سبب ہو سکتی ہے

آپ نے اسے ختم کرنے کا حکم فرمایا۔ بول و براز کی حاجت ہے تو فرمایا نماز سے پہلے اس سے فارغ ہولو۔ بھوک ستا رہی ہے تو حکم دیا پہلے کھانا کھالو۔ نمازی کے سامنے کوئی چیز توجہ بدلنے کا باعث ہے تو اسے ہٹا دینے کا حکم فرمایا۔ نیند یا اونگھ کا غلبہ ہے تو فرمایا پہلے تھوڑا سا آرام کرلو۔ صرف اس لئے کہ نماز اطمینان وسکون اور پوری توجہ سے ادا کی جاسکے اور نمازی اپنے رب کا قرب حاصل کر سکے۔

غور کیجئے کہ نماز جو بے حیائی اور منکرات سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اس میں نگاہ کو محفوظ رکھنے اور ادھر ادھر جھانکنے سے کس طرح روکا گیا ہے۔ جو نمازی اس کا اہتمام نماز میں کرے گا نماز سے باہر بھی بلا ضرورت آنکھوں کے نظارہ سے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا مگر جو کوئی چند لمحات اپنی آنکھ پر کنٹرول نہیں کرسکا۔ وہ بے چارہ باقی اوقات میں اسے محفوظ کیونکر رکھ سکے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی اصلاح اور تربیت کے لئے نماز میں بہت کچھ رکھا ہے۔ ہم ہی اس کا پاس واحساس نہ کریں تو قصور ہمارا ہے نماز کا نہیں۔

نظر کی حفاظت

بے حیائی اور منکرات کے ارتکاب اور اس کے محرکات کا ایک بڑا سبب چونکہ یہی آنکھ ہے اس لئے آنکھ کی حفاظت اور اسے نیچا رکھنے کا جو حکم نماز میں عبادت تھا نماز کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی اس کی حفاظت کا حکم فرمایا چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ (النور: ۳۰)

”مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں“

شرمگاہ کی حفاظت کے حکم سے پہلے آنکھوں کو بچا کر رکھنے کا حکم اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ بدکاری اور بے حیائی کا بنیادی سبب یہی آنکھ بنتی ہے۔ یہ اگر محفوظ رہے گی تو حتی الامکان انسان شرمگاہ کے گناہ سے بھی بچا رہے گا۔ یہی حکم اللہ تعالیٰ

نے مومنہ عورتوں کو بھی دیا چنانچہ فرمایا:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾

(النور: ۳۱)

''ایماندار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''

''غض بصر'' یعنی آنکھوں کو نیچا رکھنے کے یہ معنی قطعاً نہیں کہ راہ چلتے انسان اپنی آنکھوں کو یوں نیچا رکھے کہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے کے احوال سے بالکل لاتعلق ہو جائے یوں تو ایکسیڈنٹ اور باہم ٹکراؤ کا باعث ہوسکتا ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ جن کو دیکھنے کی اجازت نہیں ان کو مت دیکھے اور ان سے اپنی آنکھیں نیچی کر لے قرآن مجید میں ﴿مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ میں ''مِن'' تبعیضیہ ہے یعنی ہر نظر مراد نہیں بلکہ بعض وہ نظریں ہیں جو حرام اور بے فائدہ ہیں۔ اور جن کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، وہ ہے اجنبی اور غیر محرم کو دیکھنا جو کہ فساد کی اصل جڑ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حکیمانہ انداز ہے کہ برائی کے خاتمہ کے لئے اس کے اسباب وعوامل کو بھی ختم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ شراب سے منع فرمایا تو اوائل میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا گیا جن میں یہ تیار کی جاتی تھی۔ قتل ناحق ہی سے نہیں روکا بلکہ قتل پر اعانت، اشارہ قتل، سر عام ننگی تلواروں اور اسلحہ کی نمائش کی بھی سخت سے ممانعت فرمائی۔ اختلاف وانتشار، لڑائی جھگڑا اور قطع تعلق ہی سے منع نہیں فرمایا بلکہ گالی گلوچ دینے، طعن وملامت کرنے، تنابز بالالقاب، بغض وحسد وعناد اور غیظ وغضب سے بھی روک دیا جو عموماً لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا سبب بنتے ہیں۔ اسی طرح زنا اور بدکاری سے ہی منع نہیں فرمایا بلکہ غیر محرم کو دیکھنے، تنہائی میں اس کے ساتھ بیٹھنے سفر کرنے، نرم لہجے میں بات چیت کرنے، بناؤ سنگار اور زیب وزینت اختیار کر کے باہر نکلنے مٹک مٹک کر چلنے سے بھی منع فرمایا تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

اسی طرح بدکاری سے بچنے کا ایک طریقہ یہی آنکھوں کو نیچا رکھنے کا ہے جس کا

اس آیت میں حکم ہے۔ آنکھ دل کا آئینہ ہے جب آئینہ الٹا کر دیا جائے گا تو دل غیر محرم کے عکس اور تصور سے محفوظ رہے گا۔

غیر محرم کو دیکھنے کی ممانعت

حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے دوران میں منیٰ آتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا کہ راستے میں ایک دیہاتی کو دیکھا جو اپنے ساتھ اپنی خوبصورت بیٹی کو لیکر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپؐ اس سے نکاح کر لیں۔ میں نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو آپؐ نے میرا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔ (ابویعلی وغیرہ) نتیجہ بالکل واضح ہے اگر غیر محرم کی طرف دیکھنا جائز ہوتا تو آپؐ فضل بن عباسؓ کو اس لڑکی کی طرف دیکھنے سے عملاً منع نہ فرماتے۔ اسی طرح حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهُ مِنَ الزِّنَا فَهُوَ مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الاستِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوِيْ وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ أَوْيُكَذِّبُهُ"

(بخاری، ابو داؤد، نسائی)

"آدم کے بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ لکھا گیا ہے جسے وہ لامحالہ پہنچے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا سننا ہے۔ زبان کا زنا کلام کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل آرزو اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

بدکاری کے ارتکاب میں یہ سارے اعضا حصہ دار بنتے ہیں اس لئے زنا کی نسبت ان کی طرف بھی کی گئی ہے۔ اور انہی میں سرفہرست آنکھ ہے۔ جس سے غیر محرم کو دیکھا اور پسند کیا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّهَا لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ

لَکَ الْآخِرَۃَ" (ترمذی ،احمد)

"اے علی! ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار مت دیکھو کیونکہ تمہارے لئے پہلے نظر معاف ہے دوسری نہیں"

جس سے معلوم ہوا کہ راہ چلتے اچانک کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو دوسری بار اس کی طرف دیکھنا روا نہیں چہ جائے کہ ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہے۔(اعاذنا اللہ منہ)

پہلی بار اچانک نظر پڑ جائے تو بھی فوراً نگاہ پھیر لینی چاہیے یوں نہیں کہ انسان خواہش نفس کا شکار ہو کر رہ جائے، چنانچہ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ:

"سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَۃِ فَقَالَ: اِصْرِفْ بَصَرَکَ" (مسلم ،ابوداؤد ،ترمذی)

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا اپنی نگاہ پھیر لو۔"

اس لئے چاہیے کہ جب کبھی نظر اچانک کسی غیر محرم پر پڑ جائے تو اس کی طرف سے فی الفور نگاہ پھیر لے۔ پہلی نظر تو معاف ہے اس کے بعد لذت نظر کے لئے یہ حرکت گناہ اور قابل گرفت ہے۔

غیر محرم بالغہ عورت کو دیکھنا تو کجا امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ جو ابھی کم سن ہیں اور انہیں حیض نہیں آیا اگر ان کی طرف دیکھنے کو دل چاہے تو انہیں بھی دیکھنے سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح امام عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ وہ لونڈیاں جو مکہ مکرمہ میں فروخت ہونے کے لئے لائی جاتی ہیں ان کو خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو انہیں دیکھنا بھی حرام ہے (بخاری مع الفتح:ص ۷ ج ۱۱) جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں ہمارے اسلاف رحمھم اللہ اس مسئلے میں کس قدر محتاط تھے۔ مگر آج ہم کتنے بے حجاب ثابت ہوئے ہیں۔ امام العلاء بن زید بصریؒ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے نہایت عابد اور زاہد تھے حافظ ذہبیؒ نے انہیں "کَانَ رَبَّانِیًّا تَقِیًّا قَانِتًا لِلّٰہِ بَکَّاءً مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ" کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (السیر :ص ۲۰۲ ج ۴) امام عبد اللہ بن احمد نے انہی کا قول ذکر کیا ہے۔

"لَا تُتْبِعْ بَصَرَكَ رِدَآءَ الْمَرْأَةِ فَإِنَّ النَّظَرَ يَجْعَلُ شَهْوَةً فِي الْقَلْبِ"(كتاب الزهد: ص ۲۵۵، الحلية: ص ۲۴۴ ج ۲ وغيره)

''اپنی نگاہ عورت کی چادر پر مت ڈالو کیونکہ یہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے۔''

زمانہ خیر القرون میں نہ بے حجابی کا دور دورہ تھا نہ ہی زیب و زینت کی نمائش کا رجحان تھا مگر اس کے باوجود امام العلاء کا فرمان باعث عبرت ہے مگر آج کے پرفتن دور میں جبکہ عریانی و فحاشی پورے عروج پر ہے ان حالات میں عورتوں کا زرق برق لباس پہن کر گھر سے باہر آنا مردوں کا ان کی طرف دیکھنا جس قدر برے انجام کا سبب بنا ہوا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ جس سے شیخ علاء کے قول کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

بعض حضرات بڑی بے تکلفی سے کہتے ہیں کہ اصل معاملہ دل کا ہے آنکھ کا نہیں، دل صاف ہونا چاہئے یوں وہ بڑی ہوشیاری سے اپنی پارسائی کا اظہار کرتے ہیں مگر یہ محض شیطانی جھانسہ ہے۔ شیخ الطائفہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے ایسے ہی کٹ حجت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور اسی کو ان کے لئے زیادہ پاکیزگی اور صفائی کا باعث قرار دیا ہے مگر اس کے برعکس جو یہ کہتا ہے کہ نظر پاک صاف ہے تو وہ قرآن پاک کی تکذیب کرتا ہے (غنية الطالبين: ص ۳۶ ج ۱) اس لئے یہ محض شیطانی وسوسہ ہے جو انسان کو لذت نظر میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

غض بصر اور عیسائی مذہب

یہاں اس بات کا تذکرہ یقیناً فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ غض بصر کا یہ حکم اسلام ہی میں نہیں عیسائیت میں بھی اس کا ذکر ہے بلکہ اپنے مخصوص راہبانہ انداز میں بڑی سختی سے اس آنکھ کو نکال کر پھینک دینے کا حکم ہے جو غیر محرم کی طرف دیکھتی ہے چنانچہ انجیل میں ہے۔

''تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ پس

اگر تیری داہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضا میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے'' (متی: ب۵، آیت ۲۷۔۲۹)

قارئین کرام! غور فرمائیں انجیل میں کیا کہا جا رہا ہے؟ مگر صد افسوس کہ آج مستشرقین اور مغربی ملحدین اس بارے میں اسلام کی تعلیمات پر اعتراض کرتے ہیں آنکھوں کی حفاظت کرنا، غیر محرم سے پردہ کرنا۔ جو زنا سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ انہیں ایک نظر نہیں بھاتا۔ مگر نہیں دیکھتے کہ عیسائیت میں تو زنا سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے کہ بری نگاہ سے عورت کو دیکھا تو آنکھ ہی نکال دینی چاہئے۔ اور آئندہ ان شاء اللہ آپ اپنے مقام پر دیکھیں گے کہ عیسائی مذہب میں اس پر عمل بھی رہا ہے۔ انجیل کا یہ حکم زاہدانہ و راہبانہ روش کے مطابق تو ہوسکتا ہے مگر انسانی معاشرے میں یہ ناممکن العمل ہے اس لیے دائمی شریعت میں جو حکم دیا گیا ہے، وہ عین انسانی فطرت کے مطابق اور قابل عمل ہے۔ کہ عورت اپنے چہرے کو بالغ مردوں سے چھپائے اور مرد و عورت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ عورت جو فطرتاً پرکشش اور جاذب نظر ہے اسے دیکھنے سے برے خیالات پیدا نہ ہوں اور اس سے پیدا ہونے والے فتنہ و فساد کا سدباب ہو سکے۔

سرِ راہ بیٹھنا منع ہے

یہ دنیا دارالعمل ہے۔ یہاں کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے جو بڑی سرعت سے ختم ہوتا چلا جا رہا ہے بچپن گزر گیا۔ جوانی گئی تو بہار گئی بڑھاپا آیا پیام اجل آ گیا۔ اور جب یہ اجل مسمّٰی آئے گی تو اس سے کسی کو مفر نہیں ہوگا۔ تب آنکھیں کھلیں گی مگر اب وقت گزر چکا۔ اسلام مسلمان کو زندگی کے انہی لمحات کو پہچاننے کی تلقین کرتا ہے۔ بے مقصد عمل اور فضول گپ شپ کی مجلسوں کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح سرِ راہ اور چوراہوں پر بیٹھنے سے بھی منع کرتا ہے البتہ ناگزیر حالت میں چند شرائط کے ساتھ اس کی اجازت ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِنْ أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا مَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ " (بخاری ،مسلم)

''کہ چوراہوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! بعض ہماری مجلسیں لا بدی ہوتی ہیں جس میں ہمیں باتیں کرنا ہوتی ہیں، تو آپ نے فرمایا اگر یہ مجلس ناگزیر ہو تو راستے میں بیٹھنے کا حق ادا کیا کرو، انہوں نے عرض کی راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نگاہ نیچی رکھو کسی کو تکلیف مت دو، کوئی سلام کہے تو اس کا جواب دو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو''

اسی طرح حضرت زید بن سہل فرماتے ہیں کہ ہم گھر سے باہر بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم یہاں راستے میں کیوں بیٹھے ہو؟ ہم نے عرض کی ہم کسی برے ارادے سے نہیں بیٹھے۔ بس چند باتیں کرنے کے لئے ہم یہاں بیٹھ گئے تھے، آپ نے فرمایا:

''أَمَّا لَا بُدَّ فَأَدُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَ حُسْنُ الْكَلَامِ'' (مسلم)

''اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو اس کا حق ادا کرو اور وہ یہ کہ نگاہ نیچی رکھو، سلام کا جواب دو اور اچھی بات کرو''

یعنی سرِ راہ بیٹھنا ہے تو سلامتی کا پیغام بن کر بیٹھو۔ سلام کا جواب دو، تمہارے سامنے بیہودگی کا ارتکاب ہو رہا ہو تو اس سے روکو۔ اچھی باتوں کا حکم دو کسی کی ایذا رسانی کا باعث نہ بنو۔ باتیں کرنا ہیں تو اچھی کرو۔ بری باتوں سے اجتناب کرو۔ اور آنکھیں نیچی رکھو۔ گویا اسلام سرِ راہ بیٹھ کر راہ چلنے والی عورتوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا انہیں دیکھ کر آوازیں کسنے نقلیں اتارنے اور بدتہذیبی کا مظاہرہ کرنا تو بڑی دور کی بات ہے، مگر وائے

افسوس کہ آج بازار میں جو حشر راہ چلنے والی عورتوں بلکہ حصول تعلیم کے لئے سکول جاتی معصوم بچیوں کا ہوتا ہے پناہ بخدا! شریف والدین اسی مصیبت سے بچنے کے لئے اپنی بچیوں کو گھر بٹھا لیتے ہیں۔ اور یوں وہ بچاری زیور تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں۔

غض بصر کا اجر

نظر بازی کا دل پر اثر تیر سے کم تر نہیں ہوتا۔ اس سے بڑے بڑے فتنے جنم لیتے ہیں۔ امن وسکون برباد ہو جاتا ہے۔ عزت وعصمت خاک میں مل جاتی ہے۔ اخلاق حسنہ کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ معاشرے کو برباد کرنے میں اس کا وہی کردار ہے جو خشک گھاس کو دیا سلائی دکھانے سے رونما ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے غض بصر کی تاکید فرمائی اور نظر کی حفاظت کرنے والے کو بشارت دی چنانچہ حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"اُكْفُلُوا لِي سِتًّا أَكْفُلْ لَكُمُ الْجَنَّةَ إِذَا حَدَّثَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ وَإِذَا اؤْتُمِنَ فَلَا يَخُنْ وَإِذَا وَعَدَ فَلَا يُخْلِفْ وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ"

(ابن کثیر: ص ۲۸۲ ج ۳)

"تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہے۔ جب کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔ جب امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے۔ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو"

یہی روایت مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں حضرت عبادۃ بن صامتؓ سے بھی مروی ہے۔ غض بصر کے حافظ ابن قیم نے متعدد فوائد ذکر کئے ہیں ہم یہاں اس کا خلاصہ جزوی ترمیم کے ساتھ ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔ غض بصر سے انسان کا دل 'حسرت ویاس' کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنی نظر کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اسے اکثر وبیشتر سوائے حسرت کے اور کچھ

حاصل نہیں ہوتا۔ وہ ایسی چیز کو دیکھتا ہے جسے وہ حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے بغیر وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔ کرب والم کی اس کیفیت سے محفوظ رہنے کا یہی طریقہ ہے کہ انسان اپنی نظر نیچی رکھے۔

۲۔ غض بصر سے دل میں نور اور عبادت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ سورۃ النور میں ﴿اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ الآیۃ کہ ''اللہ کا نور آسمانوں اور زمین پر ہے'' سے پہلے یہ حکم دیا کہ ایمانداروں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ غض بصر اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کے حصول کا ایک ذریعہ ہے جس کی تائید حضرت ابوامامہ ؓ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَىٰ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا''

(احمد ،طبرانی ،بیهقی)

''کہ جو مسلمان پہلی مرتبہ کسی عورت کی خوبصورتی دیکھے پھر اپنی نگاہ نیچی کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی عبادت میں لذت وحلاوت پیدا کر دیتا ہے''

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ

''اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مَّسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَّخَافَتِي اَبْدَلْتُهُ إِيْمَاناً يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ (حاکم ،طبرانی) [1]

''کہ نظر بازی ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو مجھ سے ڈرتا ہوا اسے چھوڑ دے گا میں اس کے دل میں ایمان کی لذت پیدا کر دوں گا۔''

---

[1] یہ دونوں روایتیں سنداً کمزور اور ضعیف ہیں مگر ایسی روایات کا ترغیب وترہیب میں بیان درست ہے۔

اس حقیقت کا آج بھی تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ بھلا جو دل یوں نظر بازی سے صنم کدہ بنا ہوا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز کیونکر بن سکتا ہے۔

۳۔ محرمات سے غض بصر میں نور بصیرت پیدا ہوتا ہے۔ جس کی بدولت صحیح فراست کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ شیخ شجاع الکرمانی فرماتے ہیں۔

''من عمر ظاهره باتباع السنة وباطنه بدوام المراقبة و غض بصره عن المحارم وكف نفسه عن الشهوات واكل من الحلال لم تخطئ فراسته''

''کہ جو اپنے ظاہر سے سنت کی تابعداری کرتا ہے اور باطن میں مراقبہ کا اہتمام کرتا ہے محرمات سے نگاہ بچا کر رکھتا ہے۔ نفس کو شہوات سے روکتا اور حلال کھاتا ہے اس کی فراست کبھی غلط نہیں ہوتی۔''

گویا غض بصر کے عوض اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کو نور بصیرت عطا فرماتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن الورّاق فرماتے ہیں:

''من غض بصره عن محرم اورثه الله بذلك حكمة على لسانه يهدى بها سامعوه ومن غض بصره عن شبهة نور الله قلبه بنور يهتدى به الى طريق مرضاته. (ذم الهوى: ص ۱۱۷)

''یعنی جو کوئی اپنی نگاہ کو محرمات سے بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر حکمت و دانائی کی باتیں جاری کر دیتے ہیں جس سے سننے والے ہدایت پاتے ہیں اور جو کوئی مشتبہات سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے دل کو نور سے منور کر دیتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے راستے معلوم کر لیتا ہے۔''

۴۔ دل کے اسی نور سے علم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ علم کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ علم نور ہے دل بھی نور سے منور ہو تو اس کا حصول آسان تر ہو جاتا ہے اور اشیاء کی حقیقتیں منکشف ہونے لگتی ہیں۔

۵۔ غض بصر سے دل شہوات کا اسیر نہیں ہوتا۔ آنکھوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو دل شہوات وخواہشات کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اکثر و بیشتر انسان دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا ہو کر رہتا ہے۔

۶۔ غض بصر سے انسان جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ احکام شریعت کی پابندی ہے مگر جو شخص محرمات کی پرواہ نہیں کرتا اور شریعت کے حجاب کو توڑ دیتا ہے۔ وہ جہنم کے راستے پر چل نکلتا ہے۔ نظر بازی کا مریض چونکہ نت نئے دن حسن و جمال کے پیکر کا متلاشی ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ گناہ سے محفوظ نہیں رہتا، یوں وہ دن بدن جہنم کے قریب اور جنت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ جبکہ نظر کی حفاظت کرنے والا عموماً اس سے محفوظ رہتا ہے۔

۷۔ غض بصر عقلمندی کی، جبکہ نظر بازی حماقت اور بیوقوفی کی علامت ہے۔ کیونکہ عقلمند ہمیشہ عواقب پر نظر رکھتا ہے۔ اگر نظر بازی کا مرتکب اپنے انجام سے خبردار ہوتا تو وہ اس حماقت کا ارتکاب ہی نہ کرتا۔

۸۔ غض بصر سے انسان عشق کے نشہ نیز غفلت اور بے پرواہی سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ نظر بازی انسان کو اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غافل کرتی ہے اور عشق کے نشہ میں مست کر دیتی ہے۔ اس حقیقت کو یوں سمجھئے کہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھنا ایسا ہے جیسے شراب کا پیالہ۔ عشق اس شراب کا نشہ ہے۔ عشق کا نشہ شراب کے نشہ سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے کیونکہ شراب کے نشہ سے تو جان چھوٹ جاتی ہے مگر عشق کا نشہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

۹۔ غض بصر اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ حسن بن مجاھد فرماتے ہیں۔

"غض البصر عن محارم اللہ یورث حب اللہ"

"محرمات سے آنکھیں نیچی کر لینا اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے۔"

۱۰۔ غض بصر سے دل مضبوط ہوتا ہے اور اپنے آپ میں اعتماد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے

جبکہ نظر بازی کا مرتکب بزدل اور گناہ کی بنا پر ذلت ورسوائی اس کا مقدر بنتی ہے کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے نافرمانی میں نہیں۔

۱۱۔ غض بصر سے دل میں سرور، فرحت اور ایسا انبساط پیدا ہوتا ہے جو نظر بازی سے قطعاً حاصل نہیں ہوتا۔ ہمیشہ اپنے دشمن کو زیر کرنے میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ غض بصر سے بھی نفس امارہ کو جب جھٹک دیا تو اس سے خوشی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنی اس فرمانبرداری پر یقیناً ایسی کامل لذت عطا فرمائیں گے جو خواہشات کی تکمیل میں حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور یہ بات تو مسلمہ حقیقت ہے۔ "**لذة العفة اعظم من لذة الذنب**" عفت و پاکدامی کی لذت گناہ کی لذت سے بہت بڑی ہے۔

"غض بصر" کے یہ چند فوائد وثمرات ہیں جن کا صاحب بصیرت انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مرضیات سے نوازے (آمین) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (روضة المحبين ص ۱۰۶ تا ۱۱۵، اغاثۃ اللھفان ص ۱۵۹، ۱۶۰ ج ۱، مجموع فتاوی شیخ الاسلام ص ۲۵۲ تا ۲۵۸ ج ۲۱)

نظر بازی کا فتنہ اور اس کے نتائج

یہ دنیا بظاہر بڑی خوبصورت نظر آتی ہے اور انسان دنیا کی اسی ظاہری سج دھج کو دیکھ کر اس کے دام ہمرنگ زمین پھنس کر رہ جاتا ہے۔ اور یوں وہ یاد الٰہی سے غافل اور آخرت سے بے خوف ہوجاتا ہے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اسے دھوکے اور فریب سے تعبیر کیا ہے اور جو چیز عموماً اس غفلت کا سبب بنتی ہے اسے فتنہ یعنی آزمائش وامتحان قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا:

﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (الانفال: ۲۸)

"بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ (التغابن: ۱۴)

''بے شک تمہارے لئے تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد دشمن ہیں ان سے بچو''

اس جہاں میں بہت کم خوش نصیب ایسے ہیں جنہیں ایسی وفا شعار بیوی اور اطاعت گزار اولاد نصیب ہوتی ہے جو ایمان اور راست روی میں ان کی معاون و مددگار ہوتی ہے۔ عقیدہ و عمل اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ ورنہ عموماً ہوتا یوں ہے کہ مرد اور عورت میں دینی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی۔ مرد اگر نیک ہے تو بیوی اس کی امانت و دیانت کو اپنے لئے بدقسمتی سمجھتی ہے اور چاہتی ہے کہ شوہر اس کی خاطر حلال و حرام کی تمیز چھوڑ کر ہر طریقے سے عیش و عشرت کا سامان فراہم کرے۔ اور بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ مومنہ عورت کو ایسے شوہر سے سابقہ پڑتا ہے جسے اس کی پابندی شریعت ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری اولاد و ازواج میں سے بعض تمہارے لئے دشمن ہیں، تمہارے لئے فتنہ ہیں۔ اسی طرح مال بھی انسان کے لئے فتنہ اور آزمائش ہے۔ اور انسان انہی کی محبت اور لگن میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ مال وزر اور اپنی اولاد و ازواج ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر بے شمار فتنے ہوں گے مگر ان سب میں تکلیف دہ اور ضرر رساں عورتوں کا فتنہ ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ"

(بخاری و مسلم)

''یعنی میں اپنے بعد مردوں کے لئے سب سے نقصان دہ فتنہ عورتوں کا محسوس کرتا ہوں۔''

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی انسان کی اس کمزوری کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ"﴾ (آل عمران: ١٤)

''لوگوں کے لئے مرغوبات نفس عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرخیز زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں''

عموماً انسان انہی کی محبت میں پھنس کر اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے غافل ہو جاتا ہے۔ ان اشیاء میں جس چیز کا اولین طور پر ذکر ہوا وہ یہی عورت ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَ إِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَآئِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَآءِ ''(مسلم)

''کہ دنیا بڑی میٹھی اور سرسبز وشاداب ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں خلیفہ بنایا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ تم عمل کیا کرتے ہو؟ دنیا اور عورتوں سے ڈرو اور بچو بنی اسرائیل میں سب سے پہلے فتنے کا سبب عورت تھی۔''

اسی طرح حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''أَخْوَفُ مَاأَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي النِّسَآءُ وَالْخَمْرُ ''

(مسند السراج ،روضة المحبين ، ذم الهوى)

''کہ میری امت پر مجھے سب سے زیادہ جس کا ڈر ہے وہ عورت اور شراب خانہ خراب ہے''۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس نازک مسئلہ کے سلجھاؤ اور اس فتنے کے آگے بند باندھنے کے لئے بہت سی حفاظتی تدابیر بیان فرمائیں انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنی آنکھوں کو غیر محرم سے نیچا رکھا جائے اور غیر محرم کی طرف دیکھنے کو ابلیس کے زہریلے تیر سے تشبیہ دی، جس طرح زہر جسم وجان پر اثر انداز ہوتا ہے اور انسان موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح جو انسان نظر بازی کے فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ بھی بالآخر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے (اعاذنا اللہ منہ)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں دین کی حفاظت چار چیزوں " لحظات، خطرات،

لفظات، خطوات" میں ہے۔یعنی نظر، دل کا خیال، بات چیت اور پاؤں سے آنا جانا۔اوران میں سرفہرست یہی "اللحظات"یعنی نظر بازی ہے۔یہ شہوت وخواہشات کی قاصد اور پیامبر ہے اور نگاہ کی حفاظت درحقیقت شرمگاہ اور شہوت کی جگہ کی حفاظت ہے۔جس نے نظر کو آزاد چھوڑ دیا اس نے اسے ہلاکت میں ڈال دیا اور انسان عموماجن حوادث سے دوچار ہوتا ہے۔نظران کی بنیاد ہے کیونکہ نظر دل میں کھٹک پیدا کرتی ہے پھر کھٹک فکر کو وجود بخشتی ہے پھر فکر شہوت کو ابھارتی ہے۔پھر شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے اور وہ قوی ہو کر عزیمت اور ارادہ کی پختگی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔اگر کوئی مانع حائل نہ ہوتو اس کے نتیجہ میں انسان بدکاری کا مرتکب ہو جاتا ہے۔اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ

"الصبر علی غض البصر ایسر من الصبر علی الم ما بعده"

"آنکھ جھکانے پر صبر آسان ہے بعد کی تکلیف پر صبر کرنے سے" یعنی آنکھ بند کر لینا آسان ہے مگر بعد کی تکلیف پر صبر مشکل ہے۔

عربی شاعر نے کہا ہے ؎

کل الحوادث مبدأها من النظر

ومعظم النار من مستصغر الشرر

کم نظرة بلغت من قلب صاحبها

کمبلغ السهم بین القوس والوتر

"کہ تمام حوادث کی بنیاد نظر ہے اور بڑی آگ کا سبب چھوٹی سی چنگاری ہے کتنی نگاہیں دیکھنے والے کے دل میں ایسی پیوست ہو جاتی ہیں جیسے تیر کمان سے نکل کر پیوست ہو جاتا ہے۔" (الداءوالدواء)

اور ظاہر ہے کہ نظر کا تیر اگر پیوست ہو گیا تو پھر اس سے حسرت، دل کی بے چینی و بیقراری بڑھتی ہے اور آہ و بکا نیم شبی پیدا ہوتی ہے۔انسان کے لئے یارائے ضبط باقی نہیں رہتا ہے اور یہ ایک مستقل عذاب بن کر نیم بسمل کی طرح اسے تڑپانے کا سبب بن جاتا ہے۔مشہور شاعر میر درد نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

وہ نگاہیں جو چار ہوتی ہیں　　　برچھیاں ہیں کہ پار ہوتی ہیں

کوئی اپنے درد کی کہانی یوں شروع کرتا ہے ؎

مارا بغمزہ کشت و قضا را بہانہ ساخت
خود سوئے ما ندید و حیاء را بہانہ ساخت

کسی نے اس حقیقت کا اظہار یوں کیا ؎

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آ ہی جاتی ہے

مصحفی نے بھی شکوہ کیا ہے ؎

دل لے گئے آنکھوں میں یہ تدبیر لگا کر
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگا کر

کسی نے کہا ؎

آئے ادھر کھڑے ہوئے زلفوں کو بل دیے
آنکھیں چلا کے دل کو لیا اور چل دیے

عربی شاعر نے بھی کہا ہے ؎

نظـــرۃ فابتسامۃ فسلام　　　فکلام فموعد فلقاء

''پہلے نظر، پھر مسکراہٹ، پھر سلام، پھر کلام، پھر وعدہ، پھر ملاقات''

اور کوئی کہتا ہے۔ ع

آنکھیں ہیں جیسے مے کے پیالے بھرے ہوئے

غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ انہی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے اسلام نے نگاہ کی حفاظت کی تاکید کی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند سے کہا تھا۔

"امش وراء الاسد والا سود ولا تمش وراء امرأۃ "(ذم الھوی : ص ۱۸)

''کہ شیر اور سانپ کے پیچھے چلو مگر عورت کے پیچھے مت چلو''

کیونکہ شیر کے حملے اور سانپ کے ڈسنے سے صرف جان جاتی ہے لیکن عورت

کا پیچھا کرنے سے ایمان بھی جاتا ہے۔ جس طرح لکڑیوں کو آگ کا معمولی شعلہ جلا کر راکھ کر دیتا ہے اسی طرح نظر کا فتنہ دولت ایمان کو بھسم کر دیتا ہے۔ حافظ ابن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران میں اس کی نگاہ ایک خوبصورت عورت پر پڑی تو نقد دل ہار بیٹھا اور عین بیت اللہ میں چلا اٹھا ۔

ما کنت احسب ان الحب یعرض لی
عند الطواف ببیت اللہ ذی الستر
حتی ابتلیت فصار القلب مختبلا
من حب جاریة حوراء کالقمر
یا لیتنی لم اکن عاینت صورتها
للّٰه ماذا توخانی به بصری

''میرے وہم وگمان میں نہ تھا کہ غلاف والے بیت اللہ کے طواف کے دوران میں مجھے محبت سے سابقہ پیش آجائے گا یہاں تک کہ میں محبت میں مبتلا ہو گیا اور دل ایک چاند جیسی خوبصورت لڑکی کی محبت میں دیوانہ ہو گیا۔ کاش میں نے اس کی صورت نہ دیکھی ہوتی، خدارا (دیکھو!) میری نگاہ نے کیا چیز میرا مطلوب ومقصود بنادی ہے''

حافظ ابن قیمؒ نے ذکر کیا ہے کہ مصر میں ایک نوجوان رہتا تھا مسجد میں اذان دیتا نماز پڑھتا تھا۔ اس کے چہرے پر عبادت کا نور عیاں تھا۔ ایک روز وہ حسب عادت مسجد کے منارہ پر اذان دینے کے لئے چڑھا تو مسجد کے پڑوس میں ایک عیسائی کی خوبصورت لڑکی پر اس کی نگاہ پڑ گئی۔ منارے سے اتر کر اس کے گھر چلا گیا اس لڑکی نے کہا تم کیسے اور کیوں یہاں آئے ہو؟ اس نے کہا تیری محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ اس نے کہا میں تیری آرزو کبھی پوری نہیں کر سکتی۔ کہنے لگا میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تم مسلمان ہو اور میں عیسائی۔ میرا والد اس صورت میں نکاح پر رضامند نہیں ہوگا کہنے لگا میں عیسائیت اختیار کر لیتا ہوں۔ کہنے لگی اگر یوں ہو جائے تو نکاح ہو سکے گا چنانچہ وہ عیسائی ہو گیا اور ان کے ساتھ رہنے لگا اسی اثنا میں وہ

ایک رات سونے کے لئے مکان کی چھت پر گیا۔ پاؤں پھسلا تو نیچے آ گرا اور مر گیا۔ یوں وہ اس سے نکاح پر قادر نہ ہو سکا بلکہ دولت ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔ (اعاذنا اللہ منہ) (الداء والدواء: ص ۲۴۴) اسی قسم کا ایک واقعہ بغداد کے ایک موذن کا حافظ ابن جوزیؒ نے (ذم الھوی: ص ۳۴۸) میں نقل کیا ہے۔

مسند امام احمد میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے جسے علامہ ابن جوزیؒ نے ایک اور سند سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی دریا کے کنارے رہتا تھا جہاں وہ تین سو سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا، دن کو روزہ رکھتا رات کو قیام کرتا۔ ایک روز اس کے پاس سے ایک عورت گزری تو وہ اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ عبادت چھوڑ دی بلکہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اس سے عشق و محبت کے نتیجے میں کافر ہو گیا۔ مگر ایک عرصہ بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق عطا فرما دی تو اس نے توبہ کر لی۔

عشق و محبت کی بنا پر قتل گری کی داستانیں طویل ہیں بلکہ نت نئے دن بے شمار لوگ عشق کی بھینٹ چڑھتے ہیں بلکہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی شہادت کا شاخسانہ بھی یہی تھا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم ایک خارجی عورت پر فریفتہ ہو گیا، اور اس نے اس شرط پر عبدالرحمٰن سے نکاح کرنا منظور کیا کہ وہ حضرت علی کو قتل کرے گا۔ چنانچہ شادی کے بعد اس ظالم نے شرط کے مطابق حضرت علیؓ کو شہید کیا اور بالآخر خود بھی جہنم رسید ہوا۔ (الصواعق المحرقہ: ص ۱۳۵) یہ اور اس نوعیت کے بے شمار واقعات اسی نظر بازی اور عشق کا نتیجہ ہیں اس لئے اسلام نے نظر بازی سے منع فرمایا اور نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا تا کہ انسان ان برائیوں سے محفوظ رہ سکے۔

شر بصر اور فتنہ نساء سے پناہ

آنکھ کی اسی فتنہ گری کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے شر و فساد سے پناہ طلب کی چنانچہ اپنے رب رحیم و کریم سے جہاں دنیا و آخرت کی بہتری اور فوز و فلاح کے لئے دعائیں مانگیں وہاں یہ التجا بھی کی۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ" (ابو داود، نسائی، احمد)

"اے اللہ! میں اپنے کان کے شر سے اپنی آنکھ کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

کبھی آپ نے اپنے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی:

"اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَآءِ وَلِسَانِیْ مِن الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ فَإِنَّکَ تَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (مشکوٰۃ: ۲۵۰۱)

"اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، عمل کو ریا و دکھلاوے سے، زبان کو جھوٹ سے، آنکھ کو خیانت سے پاک صاف کر دے۔ بے شک آپ آنکھوں کی خیانت اور سینہ کے چھپے رازوں کو جانتے ہیں۔"

اور کبھی یوں عرض کرتے۔

"اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ"

"اے اللہ! میرا کان اور میری نظر صحیح کر دے۔" (الادب المفرد)

اسی طرح آپؐ کی ایک دعا کے الفاظ یوں ہیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ النِّسَآءِ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" (الخرائطی فی اعتدال القلوب، کنز العمال)

"اے اللہ! میں عورتوں کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

غضِ بصر اور ہمارے اسلاف

نبی کریم ﷺ نے نظر کی آوارگی اور اس کے فتنے سے جس انداز سے خبردار کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے عملاً اس میں بڑے حزم و احتیاط کا مظاہرہ فرمایا اور تاریخ میں اپنے عمل و کردار کے ایسے نقوش چھوڑے جو ہمیشہ ہمارے لئے مشعل راہ

ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے: کہ ایک آدمی کسی اجنبی عورت کو دیکھتا ہے اور جب محسوس کرتا ہے اس کی توجہ میری طرف ہے تو وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیتا ہے مگر جب وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ بے خبر ہے تو اس کی طرف دیکھنے لگتا ہے لیکن اچانک دوبارہ عورت اس کی طرف التفات کرتی ہے تو وہ پھر آنکھیں نیچی کر لیتا ہے ایسے شخص کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو اس کی ہر حرکت کو دیکھتے ہیں وہ انسان کی آنکھ کی خیانت کو بھی جانتے ہیں اور دل کے مخفی رازوں سے بھی واقف ہیں۔ اسے خوب معلوم ہے کہ اس کے دل میں کیا خیالات چٹکیاں لے رہے ہیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں: کہ جو نظر دل میں گھر کر جائے، اس میں کوئی خیر نہیں۔ امام ربیع بن خثیمؒ جن کا شمار تابعین میں ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے وہ تلمیذ ہیں جن کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

''لَوْ رَاٰکَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَاَحَبَّکَ'' الخ

''اگر تمہیں رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو تم سے محبت کرتے میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو مجھے اللہ والے یاد آ جاتے ہیں'' انہی کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ کا بیان ہے کہ امام ربیعؒ عموماً اپنی نگاہیں نیچی رکھتے، راہ چلتے انہیں عورتیں دیکھ کر کہتیں: ربیعؒ نابینا ہے۔

''وَتَعَوَّذْنَ بِاللّٰهِ مِنَ الْعَمٰی'' (ذم الهوی)

''اور انہیں دیکھ کر بینائی کے ضائع ہونے پر اللہ کی پناہ طلب کرتیں۔''

امام سفیان ثوریؒ سے جب کوئی امرد کسی حدیث کے بارے میں استفسار کرتا، یا کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو فرماتے ''یا غلام درمن خلفی'' کہ بچے میرے پیچھے ہو جاؤ (تہذیب ابن عساکر ص ۳۹۰ ج ٦) عمرو بن مرۃؒ کا شمار بھی طبقہ تابعین کے حفاظ حدیث میں ہوتا ہے صحاح ستہ کے مشہور راوی ہیں آخر میں نابینا ہو گئے تھے۔ امام شعبہؒ فرماتے ہیں کہ میں انہیں نماز پڑھتے دیکھتا تو خیال کرتا کہ سلام پھیرنے سے پہلے ان کی نماز قبول و

منظور ہو جائے گی (تہذیب) انہی کے بارے میں ان کے شاگرد کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک بار کہا: "ما أحب أنّي بصير أنّي أذكر أنّي نظرت نظرة وأنا شاب"
جوانی کے عالم میں مجھے اپنی ایک نگاہ یاد ہے اس لئے میرے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ میری نظر ہوتی۔

حضرت حسان بن ابی سنان ؒ کا شمار امام حسن بصریؒ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ راہ چلتے ہوئے نگاہ نیچی رکھنے میں ان کا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ جب وہ نماز عید پڑھ کر واپس لوٹے تو کسی نے کہا آج نماز عید میں بہت عورتیں شریک ہوئی تھیں۔ انہوں نے فرمایا "ماتلقتني امرأة حتى رجعت"، "واپسی تک مجھے تو کوئی عورت نہیں ملی"۔ عید ہی کے روز باتوں باتوں میں ان کی بیوی نے ان سے کہا آج تو آپ نے خوبصورت عورتوں کو دیکھا ہوگا فرمانے لگے گھر سے نکلنے سے واپسی تک اپنے انگوٹھوں کو دیکھتا رہا مجھے تو کوئی عورت نظر نہیں آئی۔

حافظ ابن جوزیؒ ہی نے ذکر کیا ہے کہ داؤد بن عبداللہؒ بصرہ تشریف لے گئے ایک آدمی نے انہیں اپنا مہمان ٹھہرایا۔ اتفاقاً اسے گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہوئی تو اس نے نیک سیرت بیوی "جس کا نام زرقاء تھا" سے کہا میرے مہمان کی خدمت میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ صاحب خانہ واپس لوٹے تو اس نے داؤد بن عبداللہ سے پوچھا "زرقاء" نے آپ کی خدمت مدارت میں کوئی کمی تو نہیں کی، اسے آپ نے کیسا پایا؟ فرمانے لگے: "زرقاء" کون؟ اس نے کہا اس گھر کی ملکہ، میری بیوی کا نام ہے۔ کہنے لگے میں نے کسی زرقاء یا کحلاء یعنی نیلی یا سیاہ آنکھوں والی کو نہیں دیکھا۔ خاوند حیران رہ گیا۔ گھر جا کر بیوی کو سخت سست کہا کہ میں نے تمہیں اپنے مہمان کے بارے میں نصیحت کی تھی تو نے اس کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اس نے جواباً کہا "أوصيتني برجل أعمى والله ما رفع طرفه إلي" آپ نے مجھے اندھے آدمی کی خدمت کے بارے میں کہا اللہ کی قسم اس نے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا" (ذم الھوی)

شیخ عبد العزیز بن رواد ؒ کا شمار محدثین میں ہوتا ہے۔ نہایت عابد وزاہد

تھے، یوسف بن اسباطؒ کا بیان ہے کہ ان کے حیا کا عالم یہ تھا کہ ''مکث أربعین سنة لم یرفع طرفه إلی السماء'' کہ چالیس سال تک انہوں نے اپنی نظر آسمان کی طرف نہیں اٹھائی [1] بات بظاہر بڑی عجیب سی ہے جسے تسلیم مشکل سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ ان کے بارے میں حافظ ذھبیؒ کا بیان ہے ''ذھب بصر عبد العزیز عشرین سنة ولم یعلم به اهله وولده'' ''کہ ان کی نظر چلی گئی مگر بیس سال تک ان کے اہل وعیال کو اس کا علم نہ ہو سکا'' (سیر اعلام النبلاء: ص۱۸۴، ۱۸۵ ج ۷) بلا شبہ یہ بات عقل وفکر کے بظاہر منافی ہے۔ حافظ ذھبیؒ نے بلا اسناد اسے ذکر کر دیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو شیخ عبد العزیزؒ کی خود اعتمادی اور دنیا سے بے رغبتی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

عبداللہ بن ابی الھذیلؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے رفقاء کے ہمراہ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہاں ان کے مصاحبوں میں سے ایک صاحب خاتون خانہ کی طرف دیکھنے لگے تو انہوں نے فرمایا ''لو تفقات عیناک کان خیرا لک'' ''کہ اس عورت کو دیکھنے کی بجائے تیری آنکھیں پھوٹ جاتیں تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا'' (الادب المفرد: ص۳۳۳ ذم الھوی)

شیخ الاسلام امام یحیی بن شرف نوویؒ صحیح مسلم کے شارح اور شرح المھذب کے مصنف سے کون واقف نہیں؟ ان کے بارے میں انہی کے تلمیذ یحیی بن علی الصالحیؒ کا بیان ہے کہ میں ابھی امرد تھا کہ میرے والد مجھے امام نوویؒ کی مجلس میں لے گئے۔ تاکہ ان سے علم حاصل کروں۔ انہوں نے فرمایا ''أنا أری أنّ النظر إلی الأمرد حرام مطلقًا'' میں امرد کو دیکھنا مطلقا حرام سمجھتا ہوں۔ اس لئے آپ کے بیٹے کو پڑھا نہیں سکتا۔ آپ اسے شیخ تاج الدین کے پاس لے جائیں۔ (الدررالکامنة: ص۴۲۲ ج۴)

علامہ ابن جوزیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسی

---

[1] آسمان کی طرف دیکھنا نماز کے علاوہ اوقات میں منع نہیں۔ مگر اس سے امام عبدالعزیزؒ کے حیا اور ادب کا پتہ چلتا ہے۔

علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بار بارش نہ ہوئی تو آپ لوگوں کے ساتھ بارش کے لئے دعا کرنے نکلے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ آپ کے ساتھ تو بڑے خطا کار لوگ ہیں انہیں بتلا دو یوں بارش نہیں ہوگی۔ انہوں نے قوم کو اس سے خبردار کیا، اور فرمایا ایسے لوگ علیحدہ ہو جائیں۔ وہ ایک طرف ہو گئے، مگر ایک آدمی ان کے ساتھ رہا جس کی دائیں آنکھ نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا: تم علیحدہ کیوں نہیں ہوئے؟ تو اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! میں نے کبھی آنکھ جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا۔ البتہ ایک بار میری یہ آنکھ غیر محرم کی طرف اٹھ گئی تھی میں نے اسے نکال دیا دوسری آنکھ بھی یہی غلطی کرتی تو میں اس کا بھی یہی حشر کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا تم دعا کرو، اس کے تم حقدار ہو، چنانچہ اس نے یوں دعا کی:

"اَللّٰھُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنَا وَقَدْ عَلِمْتَ مَانَعْمَلُ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَخْلُقَنَا فَلَمْ یَمْنَعْکَ ذَلِکَ أَنْ تَخْلُقَنَا وَتَکَلَّفْتَ بِأَرْزَاقِنَا فَأَرْسِلْ عَلَیْنَا مِدْرَاراً." (ذم الھوی)

"اے اللہ! آپ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمارے پیدا کرنے سے پہلے آپ جانتے تھے کہ ہم کیا عمل کریں گے۔ پھر بھی آپ نے ہمیں پیدا کیا لہذا جب آپ نے ہمیں پیدا کیا اور خود ہی ہماری روزی کا ذمہ بھی لیا ہے تو ہم پر موسلا دھار بارش برسا دے۔"

ابھی وہ یہ کلمات کہہ رہا تھا کہ آسمان پر بادل نمودار ہوا اور بارش برسنے لگی۔

علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ: علی وجہ التسلیم اس واقعہ کے بارے میں کہا جائے گا کہ ان کی شریعت میں گناہ کے ارتکاب میں یہ سزا جائز ہو، مگر ہماری شریعت میں یہ ناجائز ہے۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ عیسائی مذہب میں ایسی آنکھ کو نکال دینے کا ہی حکم ہے۔ اس لئے اس کا عمل عیسائی مذہب کے مطابق تھا لیکن اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، علامہ موصوف نے راھبوں کے اسی نوعیت کے اور واقعات بھی نقل کئے ہیں۔ لیکن وہ ہمارے لئے مشعل راہ نہیں۔ البتہ بدنظری کے انجام اور اس کے نتائج وعواقب

سے ڈرتے ہوئے ہمارے اسلاف کا ذکر یقیناً فائدے سے خالی نہ ہوگا۔

چنانچہ امام مالکؒ بیان فرماتے ہیں کہ: یونس بن یوسف اور ایک روایت میں یوسف بن یونس بن حماس کا شمار نہایت عابد وزاہد اور پسندیدہ حضرات میں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ وہ مسجد سے واپس آرہے تھے کہ انہیں ایک عورت راستے میں نظر آئی اور اس کے بارے میں دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ تو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! یہ آنکھ تو آپ نے مجھے ایک بڑی نعمت دی تھی مگر اب خوف آنے لگا ہے کہ یہ کہیں میرے لئے فتنہ وفساد کا موجب نہ بن جائے اس لئے عرض ہے کہ میری بینائی جاتی رہے [1] تاکہ میں کہیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ اس کی نظر جاتی رہی، مسجد میں ایک ان کا عزیز بچہ لے جاتا تھا وہ مسجد میں عبادت کرنے لگتے اور بچہ کھیل کود میں مصروف ہو جاتا جب جانا ہوتا یا کوئی ضرورت درپیش ہوتی وہ بچے کو بلا لیتے۔ اسی اثناء میں ایک روز وہ مسجد میں تھے کہ پیٹ میں گڑبڑ ہوئی انہوں نے بچے کو بلایا تو وہ نہ آیا انہوں نے کہا آج کہیں اسی مسجد میں بول وبراز کی بنا پر شرمسار نہ ہونا پڑے۔ انہوں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اے اللہ! آپ نے آنکھوں کو نعمت بنایا، میں نے اس میں فتنہ وفساد کو پا کر آپ سے ان کے ختم ہونے کی دعا کر دی۔ مگر آج یہاں مسجد میں خطرہ ہے کہیں رسوا نہ ہو جاؤں آپ میری بینائی بحال کر دیں۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی نظر درست کر دی اور یوں وہ بآسانی اپنے گھر چلے گئے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں نابینا اور بینا دونوں حالتوں میں دیکھا ہے۔

امام یحییٰ بنؒ ابی کثیر فرماتے ہیں کہ ایک عورت قندیل کے پاس کھڑی تھی کہ ایک آدمی نے اس کی طرف دیکھا، میں نے اسے سمجھایا، اور اس عورت نے اسے کہا تو اس چیز کی طرف دیکھتا ہے جو کسی اور کی ملک ہے اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ اس کی بینائی ضائع ہو جائے، چنانچہ وہ نابینا ہوگیا۔ بیس سال اسی طرح گزر گئے، جب وہ

---

[1] اس کا علاج غض بصر تھا۔ آنکھ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کے ضائع کرنے کی دعا رہبانیت تو ہو سکتی ہے، اسلام کی یہ بہرحال تعلیم نہیں۔ ہم نے یہ واقعات محض بطور عبرت نقل کئے ہیں

بوڑھا ہو گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے پھر دعا کی کہ میری نظر بحال ہو جائے، چنانچہ اس کی نظر درست ہوگئی۔ امام یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتلایا کہ میں نے اسے نابینا ہونے سے پہلے بھی دیکھا اور نابینا ہونے کے بعد بڑھاپے میں صحیح نظر کی حالت میں بھی دیکھا۔

فقیہ ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن حمام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ننگے نہا رہے ہیں، انہوں نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کرلیں تو ان میں سے ایک نے کہا آپ کب سے نابینا ہو گئے ہیں؟ انہوں نے برجستہ جواب دیا جب سے تم بے شرم ہو گئے ہو۔ (شعب الایمان: ص۱۶۳ ج۶)

شیخ محمد بن عمر بن الفتوح التلمسانی بڑے خوبصورت نوجوان تھے ایک روز ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری، تو یہ اس کی طرف دیکھنے لگے اس عورت نے یہ حرکت دیکھی تو کہا:

"اِتَّقِ اللّٰهَ يَابْنَ الْفُتُوحِ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ" (نيل الا بتهاج على هامش الديباج: ص ۲۹۲)

"اے فتوح کے بیٹے! اللہ سے ڈرو، وہ آنکھ کی خیانت اور سینے کے بھید کو جانتا ہے"

کہتے ہیں کہ یہی بات ان کے زہد کا باعث بنی۔ گھر کو خیر باد کہا اور علم وعمل کی زندگی اختیار کرلی، ویران مسجد کو تلاوت قرآن سے آباد کرتے ۸۱۸ھ میں بخاری شریف پڑھ رہے تھے کہ طاعون کا حملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

قصہ پارینہ کو جانے دیجئے برصغیر میں سیدین شہیدین یعنی سید احمد اور سید محمد اسماعیل رحمہما اللہ سے کون واقف نہیں؟ احیاء سنت اور استیصال بدعت کے ساتھ ساتھ عملاً جہاد اور نفاذ اسلام کے سلسلے میں ان کی مساعی جمیلہ سے کون بے خبر ہے؟ عملی زندگی کا جو صور انہوں نے پھونکا اس سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے لکھا ہے:

"غازیوں کے زہد وتقوی سے ہر شخص متاثر تھا ایک مرتبہ ملا کلیم اخوند زادہ نے

خود گاؤں کی عورتوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا کہ سید بادشاہ کے ساتھی یا تو خلقاً خواہشات نفسی سے محروم ہیں یا اولیاء ہیں ۔ پن چکیوں پر آٹا پسوانے آتے ہیں لیکن کیا مجال آج تک کسی غازی کی نگاہ عورت کی طرف اٹھی ہو۔'' (سید احمد شہید: ص ۴۴۳)

ابھی کل کی بات ہے، حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کے علم وفضل سے سبھی واقف ہیں مولانا محمد عبداللہ صاحب آف بورے والا مدظلہ نے ایک بار ذکر کیا کہ جھنگ شہر کی جامع مسجد اہل حدیث میں سالانہ تبلیغی کانفرنس تھی ۔ مولانا سیالکوٹی بھی مدعو تھے ۔ تقریر کے لئے اسٹیج پر تشریف لائے تو خطبہ کے دوران سامنے برآمدے کی چھت پر عورتوں کو دیکھ کر پگڑی کے ایک بند کو آنکھوں پر ڈال لیا اور یوں ہی پوری تقریر کی ۔ تقریر سے فارغ ہو کر انتظامیہ کے ساتھ جب مجلس میں بیٹھے تو فرمایا: میں جلسہ کو خراب کرنا نہیں چاہتا تھا ۔ اسی وقت عورتوں کو وہاں سے اٹھانے کا کہتا تو آپ کے لئے مشکلات کا باعث ہوتا اس کا انتظام میں نے خود ہی کر لیا ۔ آئندہ عورتوں کو کہیں اور مناسب جگہ پر بٹھانے کا انتظام ہونا چاہیے ۔

ان واقعات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آنکھ کی بے حجابی سے ہمارے اسلاف کس قدر خائف تھے اور اس بارے میں وہ کتنے محتاط تھے ۔ **اللھم اجعلنا منھم**

بینائی چھیننے والا بحال کرنے پر بھی قادر ہے

ان واقعات سے ظاہر بین نگاہیں تعجب کا اظہار کریں گی مگر وہ اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے کہ جس قادر مطلق نے بینائی چھین لی، وہ اسے درست کرنے پر بھی قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت کاملہ سے خارج نہیں ۔ تاریخ کے اوراق میں ایسی اور بھی مثالیں موجود ہیں جن کا انکار مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے ۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا سابقین اولین میں سے تھیں ۔ جنہیں اسلام لانے کی پاداش میں ابوجہل تختہ مشق بناتا اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو برداشت نہ کر سکے، انہوں نے خرید کر انہیں آزاد کر دیا، اسلام لانے کے بعد اتفاق سے ان کی بینائی جاتی رہی تو مشرکین مکہ کہنے لگے کہ لات وعزی کی مار اس پر پڑی ہے انہوں نے اس کی بینائی ضائع

کر دی ہے مگر وہ فرماتیں یہ جھوٹ بولتے ہیں، میں لات وعزی کو نہیں مانتی یہ کسی کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جس مالک نے میری نظر ختم کر دی ہے وہ اسے بحال کرنے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی بینائی درست کر دی۔ (الاصابہ ص ۹۱ ج ۴)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کریں مجھے اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے آپ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو میں دعا کر دیتا ہوں اگر چاہتے ہو تو اسے مؤخر کر دیتا ہوں، یہ تمہارے لئے بہتر ہے (یعنی دعا نہیں کرتا بینائی چلے جانے پر اگر صبر کرے گا تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی صورت میں پائے گا) مگر اس نے کہا کہ آپ دعا کر دیں چنانچہ آپ نے اسے وضو کر کے دو رکعت پڑھ کر ایک دعا کرنے کا کہا، اس نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی درست فرما دی۔ (مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، الحاکم وغیرہ)

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی صغر سنی میں آنکھیں خراب ہو گئیں۔ جس کے نتیجہ میں ان کی بصارت جاتی رہی، امام بخاری رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ جو بڑی عابدہ اور صاحب کرامات خاتون تھیں، دعا کیا کرتیں کہ اے اللہ! میرے بیٹے کی بینائی درست کر دو۔ ایک رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے آپ فرمارہے تھے کہ تمہاری کثرت دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی بینائی واپس لوٹا دی ہے۔ چنانچہ اسی شب کو جب وہ بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند کی بینائی درست کر دی۔ (تاریخ بغداد: ص ۱۰ ج ۲، ھدی الساری: ص ۴۷۸)

اسی طرح امام یعقوب بن سفیان فسوی المتوفی ۲۷۷ھ کا واقعہ بھی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے خود ان کا اپنا بیان ہے کہ دوران تعلیم سفر میں زاد سفر ختم ہونے لگا تو میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دن رات لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنے لگا، دن بھر تعلیم حاصل کرتا اور رات کو چراغ کی روشنی میں احادیث لکھتا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے، اسی طرح ایک رات میں احادیث لکھنے میں مصروف تھا کہ نزول ماء کا اچانک حملہ ہوا میری نظر بند ہو گئی نہ مجھے چراغ نظر آتا اور نہ ہی مکان کے در و دیوار نظر آتے، پریشانی کے

عالم میں میرے آنسو بہہ نکلے ایک تو گھر سے دور سفر میں ہوں، دوسرا اب شاید علم حاصل نہ کرسکوں۔اسی حالت میں مجھے نیند آ گئی۔کیا دیکھتا ہوں کہ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ تشریف لائے ہیں مجھے آواز دی اور فرمایا: کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا بینائی چلے جانے سے آپؐ کی احادیث لکھنے سے محروم ہو گیا ہوں اور گھر سے بھی دور ہوں۔آپؐ نے فرمایا: میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرتے ہوئے کچھ دم کیا۔میں خواب سے بیدار ہوا تو بینائی بحال ہو چکی تھی، میں نے اسی وقت قلم وقرطاس سنبھالا اور احادیث لکھنے لگا۔

(السیر ص:۱۸۲ ج ۱۳، التہذیب: ص ۳۸۶ ج ۱، البدایۃ: ص ۶۰ ج ۱۱)

سماک بن حرب فرماتے ہیں کہ میری بینائی ضائع ہوگئی میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی درست فرمادی۔(السیر: ص ۲۴۶ ج ۵) اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی کھوئی ہوئی بینائی کا تذکرہ تو قرآن مجید میں موجود ہے۔اس لئے تاریخ کے اوراق میں بھی جو بعض حضرات کی بینائی درست ہونے کا ذکر ہے وہ بھی کوئی مستبعد بات نہیں۔اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔

امرد کو دیکھنا

نظر کے فتنے سے بچنے کے لئے غیر محرم کو دیکھنا ہی ناجائز نہیں بلکہ امرد کو دیکھنا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے اس کی طرف دیکھنے سے بھی منع کیا ہے۔''امرد'' اس خوبصورت لڑکے کو کہتے ہیں جس کی ابھی داڑھی نہ نکلی ہو۔عورت کی طرح امرد بھی فتنے کی جڑ ہے۔حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اس فتنے میں مبتلا ہوئی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔آنحضرت ﷺ نے بھی متلذذ بالمثل کے بارے میں فرمایا: فاعل ومفعول دونوں کو قتل کر دو۔(ترمذی، ابو داود، ابن حبان، مسند امام احمد) نیز آپ نے فرمایا یہ بدعمل کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو(مسند امام احمد) حافظ ابن قیمؒ نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ لوطی کے قتل پر متفق ہیں، اکثر تابعین کرام کے علاوہ امام احمد، امام شافعی، امام اسحاق، امام اوزاعی وغیرھم رحمہم

اللہ کا بھی یہی فتوی ہے (الداء والدواء: ص ۲۴۶ ـ ۲۴۹) امرد کے اسی فتنے سے بچنے کے لئے سلف نے اس کی طرف دیکھنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے بلکہ حافظ محمد بن ناصر نے امام شعبی سے مرسلاً یہ روایت بیان کی ہے کہ قبیلہ عبد قیس کا وفد جب اسلام لانے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ان میں ایک امرد بھی تھا، آپ نے اسے اپنے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا "کان خطیئة من مضی من النظر" پہلے جو گزر گئے ہیں ان کا گناہ یہی نظر تھا۔ (روضة المحبین ص ۱۱۵) مگر یہ روایت مرسل ضعیف ہے، حافظ ابن جوزیؒ نے (ذم الهوی: ص ۹۰) میں اسے مجالد بن سعید، عن الشعبی کی سند سے ذکر کیا ہے اور مجالد ضعیف اور سلسلہ سند مجہول ہے، نیز دیکھئے الفوائد المجموعہ (ص ۲۰۶) "امرد" کو مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت پر حضرت انسؓ اور حضرت ابوھریرہؓ سے مرفوع روایات بھی مروی ہیں مگر ان کی اسناد ضعیف ہیں جیسا کہ العلل المتناهية (ص ۲۸۴ ج ۲) میں اس کی تفصیل موجود ہے اس لئے ہم نے انہیں قلمزد کر دیا ہے [1] البتہ بعض صحابہ وتابعین کرام اور دیگر اہل علم سے اس کی ممانعت منقول ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیّبؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی امرد کی طرف نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اسے برے عمل سے متہم سمجھو۔ امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں:

"کانوا یکرھون مجالسة أبناء الملوک وقال مجالستھم فتنة وانما ھم بمنزلة نساء"

(ذم الهوی: ص ۹۲ روضة المحبین ص ۱۱۵)

"کہ وہ بادشاہوں کے بیٹوں کی مجلس میں بیٹھنے کو مکروہ سمجھتے تھے انہوں نے فرمایا: ان کے پاس بیٹھنا فتنہ کا باعث ہے کیونکہ وہ عورتوں کے قائم مقام ہیں۔"

---

[1] افسوس کہ حافظ ابن جوزیؒ نے خود انہی روایات کو "ذم الهوی" اور "تلبیس ابلیس" میں بلا نکیر نقل کر دیا ہے غالباً وہ انہیں موضوع نہیں، ضعیف سمجھتے ہیں اسی لئے ترغیب وترہیب کے باب میں تساہل سے کام لیا ہے۔ واللہ اعلم

امام ابراہیم نخعیؒ جب ''کانوا یکرھون '' یا'' کانوا یفعلون'' جیسے الفاظ بولتے ہیں تو اس سے مراد ان کے شیوخ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے شاگرد ہوتے ہیں (الصارم المنکی: ص۴۴۲) معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ امرد کی صحبت کو مکروہ سمجھتے تھے بلکہ حضرت عمر فاروقؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''ما أتى على العالم سبع ضار أخوف عليه من غلام أمرد''

(تلبیس ابلیس: ص ٦٥)

''مجھے کسی عالم پر ایذا رساں درندے کا اس قدر خوف نہیں جتنا کہ امرد لڑکے کی طرف سے ہے۔''

یعقوب بن سواک کا بیان ہے کہ ہم ابونصر بن حارث کے پاس تھے کہ ایک خوبصورت عورت آئی اور اس نے آ کر پوچھا ''این مکان باب حرب'' کہ باب حرب کس جگہ پر ہے تو ابونصرؒ نے فرمایا: یہ سامنے جو دروازہ ہے باب حرب ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک حسین وجمیل لڑکا آیا اور اس نے آ کر یہی سوال کیا ''باب حرب'' کہاں ہے؟ تو انہوں نے سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ ہم نے اس لڑکے سے کہا ادھر آؤ کیا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا ''باب حرب'' کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہ کدھر ہے؟ ہم نے کہا وہ تمہارے سامنے ہے۔ وہ تو چلا گیا، پھر ہم نے ابونصر سے پوچھا کہ عورت آئی تو آپ نے اس سے کلام کیا، مگر یہ لڑکا آیا تو اسے آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اسی طرح کیا، کیونکہ مجھے امام سفیان ثوریؒ کی یہ بات پہنچی ہے کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے جبکہ لڑکے کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں میں اپنے آپ پر اس کے دو شیطانوں سے ڈر گیا تھا۔

امام احمد بن صالحؒ ابوجعفر مصری کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا ہے امام بخاریؒ اور ابوداؤدؒ وغیرہ کے مشہور استاد تھے ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کسی امرد کو نہ حدیث پڑھاتے اور نہ ہی اسے اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دیتے۔ امام ابوداؤدؒ اپنے فرزند کو ان کی خدمت میں لے گئے تا کہ اسے بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہو جائے۔ تو امام احمد بن

صالح نے اسے پڑھانے سے انکار کر دیا۔ امام ابو داؤدؒ نے عرض کی کہ بچہ گو ابھی چھوٹا ہے مگر امتحان لے کر دیکھ لیں داڑھی والوں سے یہ زیادہ ذہین وفطین ہے، چنانچہ انہوں نے اس کا امتحان لیا، پھر کہیں جا کر اسے پڑھنے کی اجازت دی۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ابن ابی داؤدؒ کے علاوہ امام احمد مصری نے کسی امرد کو حدیث کا درس نہیں دیا۔ (ذم الھوی: ص ۹۳) امام نووی کا قول وعمل آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ وہ بھی امرد کو پڑھانے کے قائل نہ تھے [1] امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام یحیی بن معین کے بارے میں منقول ہے وہ بھی امرد کی صحبت کو درست نہیں سمجھتے تھے امام ابوبکر مروزیؒ فرماتے ہیں کہ حسن بن بزاز، امام احمد کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ انہوں نے امام صاحب سے کچھ باتیں کیں۔ جب اٹھ کر جانے لگے تو ان کو امام صاحب نے فرمایا اس امرد کے ساتھ مت چلا پھرا کرو، انہوں نے کہا یہ تو میرا بھانجا ہے، امام احمد نے فرمایا خواہ تیرا بھانجا ہی سہی، لوگ خواہ مخواہ تمہارے بارے میں برا گمان کر کے گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔ اسی طرح ابو علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنیدؒ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص امام احمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا، انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرا لڑکا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا: آئندہ اسے اپنے ساتھ نہ لانا جب وہ جانے لگا تو حافظ محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے یہ شخص پرہیز گار ہے اور اس کا بیٹا اس سے بڑھ کر ہے امام احمد نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ اسے کہا یہ ان دونوں کے پرہیز گار ہونے کے منافی نہیں ہم نے اپنے شیوخ کو اسی طرح پایا اور وہ اپنے اسلاف کے بارے میں بتلاتے تھے کہ امرد کی مجلس ومصاحبت اچھی نہیں۔ امام یحی بن معین کے شاگرد محمد بن حسین تھے۔ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ انہی کے بارے میں محمد بن ابی القاسم کا

---

[1] یہ محض ان حضرات کا احتیاطی پہلو اور ذاتی رجحان ہے یہ نہیں کہ امرد کو تعلیم دینا ہی جائز نہیں۔ صغار صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ اور کبار صحابہ کرامؓ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہ سلسلہ تا ہنوز امت میں مسلسل جاری وساری ہے البتہ تعلیم کے دوران دلی میلان اور محبت بھری باتیں بہر حال غلط ہیں۔

بیان ہے کہ ہم محمد بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمارے ساتھ ایک امرد تھا جو مجلس میں ان کے سامنے بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا تم میرے سامنے سے اٹھ جاؤ اور میرے پیچھے آ کر بیٹھو۔ فتح موصلی فرماتے ہیں کہ میں تیس مشائخ سے ملا ہوں ان میں سے ہر ایک نے مجھے رخصت کرتے وقت یہ وصیت کی کہ نوجوانوں کی ہم نشینی سے بچتے رہنا۔ امام بشر بن حارث حافی فرماتے تھے کہ خوبصورت لڑکوں سے پرہیز کیا کرو۔

(ذم الھوی، تلبیس ابلیس)

اللہ والوں میں ایک نام امیہ بن صامتؒ کا بھی ہے۔ حافظ ابن جوزیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اتفاقاً انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا تو یہ آیت تلاوت کی ﴿هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ ”جہاں کہیں بھی تم ہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہو گا اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکھتا ہے۔“ پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے قید خانے سے کون بھاگ سکتا ہے اس نے تو قید خانے کے نگران بڑے سخت اور کرخت فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ اللہ اکبر! میرا اس لڑکے کی طرف دیکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی بڑی آزمائش ہے اس کی طرف دیکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی روز تیز ہوا چل رہی ہو اور جنگل میں اچانک آگ بھڑک اٹھے اسی حالت میں آگ ہر سو بہت جلد پھیل جائے گی اور ہر چیز کو جلا کر راکھ بنا دے گی۔ پھر کہنے لگے میری آنکھ نے میرے دل میں کچھ منقش کیا ہے میں اس سے اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت کا خواستگار ہوں۔ مجھے اس کا خوف ہے کہ میں اس گناہ کی بنا پر کہیں مستوجب سزا نہ قرار پاؤں، اگرچہ روز قیامت ستر صدیقوں کے عمل بھی میرے ساتھ ہوں۔ یہ کہہ کر آبدیدہ ہو گئے یہاں تک کہ دیکھنے والے خیال کرتے تھے کہ کہیں فوت نہ ہو جائیں وہ روتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے:

”یا طرف لاشغلنک بالبکاء عن النظر الی البلاء“

”اے آنکھ! میں تجھے اس بلا انگیز نگاہ سے ہٹا کر گریہ وزاری میں مشغول رکھوں گا“ (تلبیس ابلیس)

بعض صوفیاء نے امرد کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دیا اس سلسلے میں ہر ایک کی

اغراض مختلف اور بڑی دلچسپ ہیں جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ۔شائقین حضرات تلبیس ابلیس کا دسواں باب ملاحظہ فرمائیں۔امام ابو الوفاء ابن عقیل نے کہا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے اچھی شکل وصورت دیکھنے سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا ،اس کا یہ کہنا بے بنیاد ہے کیونکہ شریعت کا حکم عام ہے کسی کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔قرآن پاک کی آیت ایسے دعووں کا انکار کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ اے رسول ﷺ! اہل ایمان سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں ۔اور فرمایا ﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾ یعنی یہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس شکل وصورت میں وہ بنایا گیا ہے؟ اور آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھاتے کہ کس طرح اسے بلند و بالا کیا گیا ہے؟ اور پہاڑوں پر نظر نہیں دوڑاتے کہ کس طرح انہیں نصب کیا گیا ہے؟ پس انہی صورتوں کو دیکھنا جائز ہوا جن کی طرف نفس کو کوئی رغبت نہیں اور جن میں خواہشات نفسانی کا کوئی حصہ نہیں ۔ بلکہ یہ چیزیں ایسی عبرت ناک ہیں جن میں ذرہ برابر شہوت کی آمیزش نہیں اور لذت کا وہاں کوئی میل جوڑ نہیں ۔اور جس شکل وصورت میں عبرت کا کوئی سامان نہیں اس کی طرف دیکھنا درست نہیں ، کیونکہ ایسی نظر باعث فتنہ ہے یہی وجہ ہے کہ کسی عورت کو اللہ تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا اور نہ ہی کس کو قاضی ،امام یا موذن بنایا۔اس لئے کہ عورت فتنہ وشہوت کا محل ہے اور اکثر اوقات عورت کو دیکھنے سے شریعت کا مقصود ختم ہو کر رہ جاتا ہے اب جو شخص یوں کہے کہ میں اچھی صورتوں سے عبرت حاصل کرتا ہوں تو ہم کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے یہ محض شیطان کا دھوکا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ۔(تلبیس ابلیس)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے اپنے ایک فتوی میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور صاف طور پر لکھا ہے کہ جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح امرد کو دیکھنا بھی بالاتفاق حرام ہے ۔یعنی امرد کو شہوت کی نظر سے دیکھنا اسی طرح حرام ہے جیسے محرمات ماں ،بہن ،بیٹی وغیرہ اور اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے خواہ وہ شہوت وطی ہو یا محض لذت نظر ، بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی امرد کو شہوت کی بنا پر

چھوتا ہے تو اس کا وضو اسی طرح ٹوٹ جائے گا جیسے شہوت سے کسی عورت کے چھونے سے امام مالکؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے یہی ایک قول امام احمدؒ کا بھی ہے بلکہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا قول یہ بھی ہے جسے انہوں نے ترجیح دی ہے کہ بغیر شہوت کے بھی امرد کو دیکھنا ناجائز ہے فرماتے ہیں یہ فتنوں سے بچنے کا ذریعہ ہے اور سد ذرائع کا یہی تقاضا ہے جس کی تفصیل مجموع فتاویٰ (ج۲۱ص۲۴۳ تا ۲۵۸) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

امرد کو دیکھنے کے بارے میں یہ ان حضرات کی آراء ہیں جن کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ پر سب کا اتفاق ہے اور ان کی یہ رائے بالکل حقیقت پر مبنی ہے، علامہ ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ امرد کے فتنے میں بڑے بڑے افاضل مبتلا ہوئے جس کی تفصیل ذم الھوی اور تلبیس ابلیس میں دیکھی جاسکتی ہے۔ آج بھی صورت پرستی کی اس بیماری نے معاشرے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے اور اخلاقی پستی کی اسی اتھاہ گہرائی میں مبتلا ہے جس میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم مبتلا تھی۔ اور ظاہر ہے اس فتنے سے تبھی محفوظ رہا جاسکتا ہے جب اسلاف کے طریقہ کے مطابق امرد کی مصاحبت سے حتی الامکان احتراز کیا جائے اور اس کی طرف دیکھنے سے بہر آئینہ پرہیز کیا جائے۔

محرمات کو دیکھنا

غیر محرم اور امرد کی طرف دیکھنا ہی منع نہیں بلکہ ٹکٹکی لگا کر محرمات کی طرف دیکھنا بھی درست نہیں امام عامر بن شراحیل شعبیؒ جن کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے سے امام قرطبیؒ نے نقل کیا ہے کہ

”کره الشعبی أن یدیم الرجل النظر إلی ابنته أو أمه أو أخته و زمانه خیر من زماننا هذا، و حرام علی الرجل أن ینظر إلی ذات محرمة نظر شهوة یرددها“ (تفسیر قرطبی: ص۲۲۳ ج۱۲)

”امام شعبی نے مکروہ قرار دیا ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیٹی یا اپنی والدہ یا اپنی بہن کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہے امام قرطبیؒ فرماتے ہیں ان کا دور ہمارے دور سے بہتر تھا۔ (خیر القرون میں جب وہ یہ حکم لگا رہے ہیں تو اب

فتنے وفساد کے دور میں اس کا کیا حکم ہوگا) اس لئے آدمی پر محرمات کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھنا حرام ہے۔''

یہی بات علامہ ابن القطان نے امام ابن عبدالبر کے حوالے سے نقل کی ہے۔

(النظر فی احکام النظر : ص ۲۱۲)

امام حسن بصریؒ بھی فرماتے ہیں کہ اپنے اہل خانہ میں سے اپنی بیوی اور چھوٹی بچی کے علاوہ کسی کے بالوں کو نہ دیکھو۔ (الادب المفرد: رقم:۳۶۶)

آج بھی آئے دن اس کا اہتمام نہ کرنے کے نتائج سامنے آتے رہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جب گھر میں بچے دس سال کے ہو جائیں تو انہیں علیحدہ علیحدہ چارپائیوں پر سلایا جائے ایک ہی بستر میں انہیں نہ سلایا جائے۔ (ابوداود، احمد) اسی کا تقاضا ہے کہ اس دور میں جوان بیٹے اور بیٹی کو تنہا ایک جگہ رہنے کا موقع نہ دیا جائے۔

تصویر بینی

نظر کو جن چیزوں سے بچانا چاہیے ان میں ایک عریاں تصاویر ہیں۔ وہ اخبارات واشتہارات میں ہوں، فلموں، ٹی وی اور وی سی آر میں ہو، ان کی طرف دیکھنا درست نہیں۔ بالخصوص فلموں اور ٹی وی وغیرہ پر خوبصورت رقاصاؤں کا بے ہودہ رقص مختلف سازوں اور طبلوں کی تھاپ پر پاؤں سے باندھے گھنگھروؤں کی جھنکاریں، تفریح کے نام پر نشر ہونے والے اخلاق سوز پروگرام، حیا سوز حرکات وسکنات عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے چپکنے اور گلے ملنے کے مناظر جن سے فحاشی پھیلتی ہے۔ بدکاری کا رجحان بڑھتا ہے، نگاہوں کی پاکیزگی ختم ہوتی ہے۔ تفریح کے نام پر یہ سلسلہ پہلے سینما بینی تک محدود تھا مگر اب ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ یہ فلمیں گھر گھر دیکھی اور دکھائی جارہی ہیں۔

اسی طرح کھیلوں کے مناظر بھی ٹی وی وغیرہ پر نشر ہوتے ہیں۔ جن میں بسا اوقات براہ راست عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش حصہ لیتی ہیں بلکہ اپنے جسم کی نمائش کرتی ہیں اور دیکھنے والے تماشائیوں کی بھیڑ میں جہاں کہیں عورتیں اپنی پوری زیب وزینت کے ساتھ براجمان ہوتی ہیں، ٹی وی کیمرہ انہیں بڑے اہتمام سے اپنی

گرفت میں لے کر آرٹ کی شرط پوری کرتا ہے اور یوں تشنہ نگاہوں کی سیرابی کا انتظام ہو جاتا ہے۔ بتلایئے جہاں یہ سب کچھ تفریح کے نام پر ہو رہا ہو، کیا وہاں اس کے نتیجے میں زنا، بدکاری اور لڑکیوں کے اغوا کی وارداتوں میں اضافہ نہیں ہوگا؟ برے جذبات نہیں بھڑکیں گے؟ بلکہ اب تو اخبارات میں گاہے بگاہے ٹی وی کے برے اثرات سے باخبر کیا جانے لگا ہے۔ کہ اس سے قتل، ڈاکہ، اغوا، مار دھاڑ میں اضافہ ہو رہا ہے اور مجرم نوجوان خود عدالتی تحقیقات کے دوران اس حقیقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ یہ لت ہمیں ٹی وی سے پڑی ہے۔ علاوہ ازیں ٹی وی دیکھنے سے بینائی پر اس کے برے اثرات سے بھی خبردار کیا جا رہا ہے مگر ٹی وی کی دلفریبی کے سامنے یہ آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے ویسے بھی اس نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے؟ یہ سارے مفاسد اس بات کے مقتضی ہیں کہ شہوت انگیز تصویریں دیکھنے سے اجتناب کیا جائے اور ٹی وی وغیرہ سے احتراز کیا جائے۔ کیونکہ یہ ﴿اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾ کا مصداق ہے کہ اس میں فائدہ کم اور نقصانات زیادہ ہیں۔

بدنگاہی کا انجام

نظر کے فتنے اور فساد کا کوئی بھی صاحب بصیرت انسان انکار نہیں کرسکتا۔ اس فتنے میں مبتلا انسان کا انجام آخرت ہی میں برا نہیں ہوگا، بلکہ بسا اوقات اس کا خمیازہ یہاں بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ دنیا میں اس کے انجام میں مبتلا ہو کر انسان اگر راہ راست پر آجائے تو یہ بہر نوع اس کی اخروی کامیابی کی علامت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ لِعَبْدٍ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ عَقُوبَةً فِي الدُّنْيَا“

”کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو دنیا میں اس کے جرم کی سزا دے دیتے ہیں“

حافظ ابن جوزیؒ نے اس روایت کا پس منظر یوں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جس کا خون بہہ رہا تھا آپ ﷺ نے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا میرے پاس سے ایک عورت گزری، میں نے اس کی طرف

دیکھا، پھر اسے دیکھتا ہی چلا گیا۔ سامنے ایک دیوار آئی تو اس نے مجھے دیوار سے دے مارا۔ جس سے یہ خون بہہ نکلا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے اس کے جرم کی سزا جلد دنیا ہی میں دے دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن مرۃ جن کا ذکر خیر پہلے بھی گزر چکا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ایک عورت کو دیکھا وہ مجھے بڑی پسند آئی کچھ عرصہ بعد میری بینائی جاتی رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ سزا اسی عورت کو دیکھنے کی وجہ سے ملی ہے۔ غور فرمایا آپ نے؟ کہ امام عمرو بن مرۃ جو عظیم محدث اور صحاح ستہ کی راوی ہیں کیا فرما رہے ہیں؟ کہ میری بینائی کے چلے جانے کا سبب یہ ہے کہ میں نے غیر محرم کو دیکھا تھا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ (الشوری: ٣٠)

''کہ تم پر جو مصیبت آتی ہے یہ تمہارے اپنے اعمال کی بنا پر ہے۔''

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾

(الروم: ٤١)

''خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے''

دنیا دار العمل ہے دار الجزاء نہیں۔ یہاں کسی عذاب اور انجام میں مبتلا ہو جانا محض آئندہ کے سخت ترین عذاب سے بچنے کا الارم ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (السجدہ: ٢١)

''اس بڑے عذاب سے پہلے ہم اس دنیا میں کسی چھوٹے عذاب کا مزا انہیں چکھاتے رہتے ہیں شاید کہ یہ (باغیانہ روش سے) باز آ جائیں''

غور کیجئے کہ اسی قرآنی تعلیم کی بنا پر حضرت عمرو بن مرۃ نے فرمایا کہ یہ میری غلطی کا نتیجہ ہے۔ یادش بخیر امام محمد بن سیرین جن کے علم و فضل سے زمانہ واقف ہے،، تجارت کرتے تھے ایک بار تجارت میں جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ۸۰ ہزار کا خسارہ

ہوا۔ یہ خسارہ معمولی نہ تھا دیوالیہ ہو گیا۔ قرض داروں نے مطالبہ شروع کر دیا ایک عورت نے بھی قاضی کے ہاں شکایت کر دی اور مطالبہ کیا کہ انہیں جیل میں ڈال دیا جائے یہ میرا قرض ادا نہیں کر رہے، چنانچہ قاضی نے قید کی سزا سنا دی، میل ملاقات کے لئے شاگرد اور رفقاء جیل میں آتے تو اپنی داڑھی کو ہاتھ میں پکڑ کر کہتے:

''اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے سے میں آپ لوگوں کو جو روکتا تھا وہ اسی خطرے کی بنا پر تھا جو آج میرے سامنے ہے۔ یہ اسی شہرت کا نتیجہ ہے جو تمہاری آمد و رفت کی بدولت مجھے حاصل ہوئی اور شہرت نے بالآخر یہاں جیل بھجوا دیا اور کہنے والا کہتا ہے کہ یہ ابن سیرین ہے، جس نے لوگوں کا مال کھایا ہے''

یہ بات تو عام شاگردوں اور ساتھیوں سے تھی جس سے ان کی اخلاقی گرفت کے متعلق احساسات کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر جو بات خاص طور پر اپنے محرم راز امام عبداللہ بن ماعون سے کہی تھی، اسے وہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن سیرین نے ایک دن کہا:

''یہ قرض اور جیل کی مصیبت جو آج میرے سامنے ہے چالیس سال پہلے میری ایک غلطی کا نتیجہ ہے۔''

یہ غلطی کیا تھی؟ فرماتے ہیں:

''قلت لرجل من اربعين سنة :يا مفلس''

''میں نے چالیس سال پہلے ایک شخص کو مفلس کہا تھا یہ سزا میری اسی غلطی کا نتیجہ ہے'' (الزهد للامام احمد، حلية الاولياء)

امام ابن الملقن نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن موسی الواسطی نماز جمعہ پڑھنے جا رہے تھے کہ چلتے ہوئے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے فرمایا:

''إنما انقطع لأني لم اغتسل للجمعة و اغتسل بعد ذلك'' (طبقات الاولياء: ص ۱۴۹)

''یہ تسمہ اس لئے ٹوٹا ہے کہ میں نے جمعہ کے لئے غسل نہیں کیا اس کے

بعد انہوں نے غسل کیا''

غور کیجئے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے روز غسل کا حکم دیا۔ یہ غسل کئے بغیر جمعہ پڑھنے جاتے ہیں جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا ہے تو اس کا سبب حکم کی نافرمانی قرار دیتے ہیں مگر ہم اسباب کی اس دنیا میں اس قدر الجھے ہیں کہ اصل حقیقت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر رہ گئی ہے۔ بعض اللہ والوں کا تو کہنا ہے، جب مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی ہوتی ہے تو اس کے اثر سے میری بیوی، میرا گھوڑا بھی مجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے الداء والدواء ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن قیمؒ نے ذکر کیا ہے کہ ایک بڑے عبادت گزار نے ایک امرد کو دیکھا تو اس کے حسن و جمال میں سر دھننے لگا، رات کو سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے " **لتجدن غبها بعد اربعين سنة**" کہ اس کا انجام تمہیں چالیس سال بعد معلوم ہوگا۔ (الداء والدواء ص ۷۶)

امام ابو عبداللہ بن الجلاءؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کھڑا ایک خوبصورت عیسائی لڑکے کو دیکھ رہا تھا کہ امام عبداللہ البلخیؒ میرے سامنے سے گزرے اور مجھے فرمایا کیسے کھڑے ہو؟ میں نے کہا آپ اس خوبصورت کو دیکھتے ہیں ایسا چہرہ بھی جہنم کی آگ کا مستحق ہوگا؟ انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا "**لتجدن غبها ولو بعد حين**" اس کا نتیجہ تم ضرور دیکھو گے اگرچہ کچھ مدت گزر جائے۔ ابن الجلاءؒ کا بیان ہے کہ چالیس سال بعد مجھے قرآن بھول گیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سبب وہی عیسائی لڑکے کی طرف دیکھنا تھا۔ (ذم الھوی: ص ۱۰۲)

خطیب بغدادیؒ نے اور انہی کی سند سے علامہ ابن جوزیؒ نے ذکر کیا ہے کہ ابو الادیانؒ نے بیان کیا کہ میں اپنے استاد ابو بکر الدقاقؒ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک خوبصورت لڑکا پاس سے گزرا، میں اس کی طرف دیکھنے لگا، میری یہ حرکت میرے استاد نے دیکھی تو کہا اس کا انجام کسی نہ کسی وقت تم پالو گے بیس سال گزر گئے میرے دل میں اس کا کھٹکا رہا ایک رات میں اسی فکر میں سویا صبح اٹھا تو قرآن پاک بھول چکا تھا۔

(تاریخ بغداد: ص ۴۴۳ ج ۵ ذم الھوی)

حافظ ابن جوزیؒ نے اس قسم کے اور واقعات بھی ذم الھوی اور تلبیس ابلیس میں نقل کیے ہیں ۔مگر ہمارا مقصد اس سلسلے میں ان تمام کو جمع کرنا نہیں ۔ بلکہ صرف اس بات سے خبردار کرنا ہے کہ گناہ کا انجام بڑا خطرناک اور بھیانک ہوتا ہے۔اور بسا اوقات اس کا نتیجہ انسان اس دنیا میں بھی پالیتا ہے اللہ تعالیٰ کی معصیتوں اور نافرمانیوں کے نتیجے میں آلام ومصائب سے انسان دوچار ہوتا رہتا ہے، مگر افسوس وہ اسے اپنی کسی غلطی کا نتیجہ نہیں سمجھتا بلکہ اسے کسی نہ کسی ظاہری علت وسبب سے منسلک کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہوتا چلا جاتا ہے۔(اعاذنا اللہ منہ)

کسی کے گھر میں جھانکنا

اسلام دوست واحباب اور رشتے داروں سے میل ملاقات کا حکم دیتا ہے اور ان کے گھر جانے کی بھی اجازت دیتا ہے البتہ اس سلسلے میں کچھ آداب کو ملحوظ رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔حضرت عبداللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں:

”كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ عَنْ تِلْقَآءِ وَجْهِهِ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ يَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ (ابو داؤد ،الادب المفرد وغیرھما)

”رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے بلکہ اس کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور السلام علیکم السلام علیکم کہتے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا جب کسی دوست یا عزیز کے ہاں جایا جائے تو گھر کے دروازے کے بالکل سامنے نہیں، بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہونا چاہئے اور السلام علیکم کہہ کر اندر آنے کی اجازت لینی چاہیے۔حضرت سعدؓ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر اندر گھر میں آنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا: ایک طرف ہوکر کھڑے ہونا چاہیے نظر ہی کے لئے تو اجازت لی جاتی ہے۔یعنی دروازے کے سامنے کھڑے ہونے سے نظر گھر

کے اندر چلی جاتی ہے۔ اس لئے ایک طرف ہو کر کھڑے ہونا چاہیے۔ حضرت سھل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے دروازے کے ایک سوراخ سے اندر جھانکا، آپؐ کے ہاتھ میں کنگھی نما کوئی لکڑی تھی جس سے آپؐ سر کے بال درست کیا کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا:

"لَوْ أَعْلَمُ أَنَّکَ تَنْظُرُ طَعَنْتُ بِهِ فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ" (بخاری ومسلم)

"اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں دے مارتا، اجازت تو آنکھ ہی کی بنا پر طلب کی جاتی ہے۔"

اگر آنکھ سے گھر کے اندر دیکھ ہی لیا تو پھر اجازت کے کیا معنی؟ بلکہ حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کسی کے گھر کے اندر دیکھے اور اہل خانہ کنکری اٹھا کر اسے دے ماریں، جس سے اس کی آنکھ زخمی ہو جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ (بخاری ومسلم) بلکہ صحیح مسلم اور مسند احمد میں ہے اہل خانہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

"مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ فَلَا دِيَّةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ."

"کہ جو شخص کسی کے گھر بغیر ان کی اجازت دیکھتا ہے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیتے ہیں تو اس کی نہ ہی دیت ہے اور نہ قصاص۔"

غور کیجئے اگر کوئی ظالم کسی کی ایک آنکھ نکال دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور قصاص میں اس کی آنکھ نکالی جائے گی یا اس سے پچاس اونٹ نصف دیت وصول کی جائے گی۔ لیکن اگر یہی آنکھ دیانت وامانت کا مظاہرہ نہیں کرتی، کسی کے گھر داخل ہو جاتی ہے تو اس کی قدر ومنزلت ختم ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے اگر کوئی ہاتھ ربع دینار یعنی ایک چوتھائی دینار کے برابر چوری کرے تو اسے کاٹ دینے کا حکم ہے لیکن اگر کوئی کسی کا ہاتھ ظلماً کاٹے تو اس سے نصف دیت وصول کی جائے گی۔ اسلام معاشرے کو

امن وسکون اور امانت و دیانت کا گہوارہ بنا تا ہے۔ جو اس میں رخنہ اندازی کی کوشش کرتا ہے اسے ناسور کی طرح کاٹ دینے کا حکم دیتا ہے۔ گھر تو بنایا ہی اس لئے جا تا ہے کہ اہل خانہ کی جان و مال اور عزت اس میں محفوظ رہے اگر کوئی باہر سے گھر کے اندر کا نظارہ کرتا ہے اور پردہ نشین عورتوں کے لئے پریشانی کا موجب بنتا ہے تو اسلام اس کی آنکھ کی ضمانت نہیں دیتا۔

کسی کے خط کو دیکھنا

خط و کتابت باہم میل ملاقات کا ذریعہ ہے۔ خط میں بسا اوقات مخفی اور راز دارانہ باتیں بھی ہوتی ہیں جو کاتب و مکتوب کے مابین امانت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اسی طرح کسی دوست کی تحریر بلا اجازت دیکھنا بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے خط کو بلا اجازت دیکھنے سے منع کیا، بلکہ بڑے تہدید آمیز انداز میں فرمایا:

"مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ أَخِيهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ"

(ابو داؤد مع العون: ص ۵۵۳ ج ۱، البیهقی)

کہ جو شخص اپنے بھائی کی تحریر کو بلا اجازت دیکھتا ہے وہ دراصل آگ کو دیکھتا ہے"

یہ روایت گو ضعیف ہے مگر امانت کا تقاضا ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ حضرت امام عبدالرحمن بن مهدی کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے امام ابوعوانہ کی کتاب کو بلا اجازت دیکھا تو دوبار اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی طلب کی۔ (الآداب الشرعية: ص ۱۷۶ ج ۲) اگر کسی کے مکتوب میں مسلمانوں کے نقصان اور ان کے مفاد عامہ میں ضرر کا اندیشہ ہو تو اسے دیکھا جا سکتا ہے، امام بخاریؒ نے کتاب الاستیذان میں "باب من نظر فی کتاب من يحذر على المسلمين ليستبين أمره" باب قائم کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں انہوں نے حاطب بن ابی بلتعہؓ کے خط کا ذکر کیا ہے جسے انہوں نے اہل مکہ کے نام لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت ابو مرثدؓ کو اس عورت کے

پیچھے روانہ کیا جس کے ہاتھوں یہ خط حاطبؓ نے بھیجا تھا۔ جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں ملاحظہ ہو فتح الباری (صفحہ ۴۷ جلد ۱۱)

مخطوبہ کو دیکھنا

شادی سے پہلے جس عورت سے نکاح کا پروگرام ہو اسے دیکھنا جائز ہے تاکہ عورت کے بارے میں کوئی بات کہنے کی نوبت نہ آئے اور آئندہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو، چنانچہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ“ (ابو داؤد، مسند امام احمد)

”تم میں سے جب کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے، وہ اگر اس چیز کے دیکھنے کی قدرت رکھتا ہے جو اس عورت کے نکاح کی طرف داعی ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اسے دیکھ لے“

ایک صحابیؓ نے ایک انصاری عورت سے شادی کا پروگرام بنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب ہوتا ہے۔ (نسائی، احمد) معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت یا خاندان میں کسی عیب کا احتمال ہو تو شادی سے پہلے دیکھ کر اطمینان کر لینا چاہیے تاکہ بعد میں اعتراض و اختلاف کی نوبت نہ آئے۔ اسے دیکھنے میں بھی پورے اہتمام کی ضرورت نہیں۔ چوری چھپے دیکھ لیا جائے، یہی کافی ہے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو شادی کا پیغام دیا اور میں نے چھپ کر اسے دیکھنے کی کوشش کی تو میں اس میں کامیاب ہو گیا۔ (ابو داؤد) اسی طرح محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت سے میری نسبت ہوئی میں نے چھپ کر اسے دیکھنے کی کوشش کی ایک روز میں نے اسے اپنے باغ میں دیکھ لیا۔ ان کی اس حرکت پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہو کر ایسا کرتے ہو تو انہوں نے فرمایا میں نے خود آپؐ سے سنا ہے کہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ، احمد) حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے شادی کا پروگرام بنایا، اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے اسے دیکھ لیا

ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں ۔آپؐ نے فرمایا اسے دیکھ لو، یہ تمہارے درمیان پائیدار محبت قائم رہنے کا باعث ہے۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں میں اس عورت کے گھر گیا۔اس کے والدین اس کے پاس تھے اور وہ پردہ میں تھی ۔میں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اسے دیکھ لوں وہ دونوں تو خاموش رہے، مگر اس لڑکی نے پردہ کو ایک جانب کر کے کہا کہ اگر تجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے تو مجھے دیکھ لو، اگر آپؐ نے اجازت نہیں دی تو مت دیکھو، چنانچہ میں نے اسے دیکھ لیا۔(ترمذی ،بیہقی)۔اور آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کو دیکھنے کے لئے ام سلیمؓ کو بھیجا تھا (مسند احمد وغیرہ) انہی روایات کی بنا پر ائمہ فقہاء اور محدثین کا اتفاق ہے کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اسے دیکھنا جائز ہے اور یہ دیکھنا بھی استحباب اور ندب پر مبنی ہے ضروری نہیں۔اگر معلوم ہو کہ عورت کا ولی نکاح پر راضی نہیں تو پھر اسے دیکھنا جائز نہیں۔امام نوویؒ نے اس بارے میں بڑی مفید باتیں لکھی ہیں ۔جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جس سے شادی کا ارادہ ہو اسے دیکھنے میں عورت کی رضا ضروری نہیں۔عورت کی غفلت میں چوری چھپے بھی دیکھا جا سکتا ہے اس معاملے میں عورت کو اجازت دینے میں حیا دامن گیر ہوتی ہے اور معاملہ بھی بسا اوقات یقینی نہیں ہوتا۔دیکھنے کے باوجود مرد شادی نہیں کرتا ،ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ عورت کے لئے اس کا انکار اذیت اور دلی تکلیف کا باعث بنتا ہے اور اگر اسے بغیر اطلاع کے دیکھ لیا جائے اور شادی نہ کرے تو یہ اقدام عورت کے لئے پشیمانی کا سبب نہیں بنتا،اس لئے بہتر یہ ہے کہ شادی کا باقاعدہ پیغام بھیجنے سے پہلے دیکھ لیا جائے تاکہ اگر پسند نہ آئے تو بغیر کسی تکلیف و پریشانی کے معاملہ ختم ہو جائے اور اگر خود دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی ایسی عورت کو اسے دیکھنے کیلئے بھیجا جائے جس پر اعتماد ہو تاکہ وہ آکر صحیح خبر دے اور یہ سب کام نکاح کی بات چیت کرنے سے پہلے ہو جانا چاہیے (شرح مسلم :ص ۴۵۶ ج ۱) امام نووی کی بات بڑی حقیقت پسندانہ ہے اور اس باب میں وارد شدہ روایات کے خلاصہ پر مبنی ہے اسلام نے میاں بیوی کے مستقبل کی بہتری کے لئے ایک دوسرے کو دیکھنے کی بس اجازت دی ہے اس میں مزید تجسس و تعمق اور پہلے سے ایک دوسرے کے ساتھ تعارف و ملاقات اسلام کا نہیں مغرب کا مزاج ہے جس کا نتیجہ بھی اکثر و بیشتر غلط نکلتا ہے۔

مخنث کا دیکھنا

مخنث یعنی ہیجڑا ہمارے معاشرے میں بے ضرر سمجھا جاتا ہے اس لئے وہ بلا حجاب اور بلا روک گھروں میں داخل ہو جاتا ہے۔ گانا بجانا، ناچنا اور ڈانس کرنا ان کا شعار بن گیا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی اس پر گھروں میں آنے پر پابندی نہیں تھی مگر ایک وقت بعد اس پر پابندی عائد فرمادی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک مخنث تھا جسے ازواج مطہرات اور دوسری خواتین اپنے ہاں گھروں میں آنے دیتی تھیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے اس مخنث کو حضرت ام سلمہؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہؓ سے باتیں کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا کل اگر طائف فتح ہو جائے تو غیلان ثقفی کی بیٹی بادیہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا، پھر اس نے بادیہ کے حسن و جمال اور اس کے جسم کی تعریف کرنا شروع کر دی اور اس کے پوشیدہ اعضا تک کی صفت بیان کر ڈالی، آپؐ نے اس کی یہ باتیں سنیں تو اسے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تو نے تو اس میں نظریں گاڑ دیں۔ پھر آپؐ نے حکم فرمایا: کہ اس سے پردہ کیا کرو اور آئندہ یہ گھروں میں داخل نہ ہو اس کے بعد آپؐ نے اسے مدینہ طیبہ سے باہر نکال دیا اور دوسرے مخنثوں کو بھی گھروں میں داخل ہونے سے منع فرمادیا (بخاری و مسلم) اس لئے غیر محرم ہی کے لئے نہیں مخنث کے لئے بھی کسی عورت کی طرف دیکھنا یا گھروں میں بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔

شرمگاہ کو دیکھنا

بے حیائی کی انتہا یہ ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کی شرمگاہ کو دیکھے حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يَنْظُرِ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرِ الْمَرْأَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ" (مسلم، مسند احمد)

"کوئی آدمی کسی آدمی کی شرمگاہ نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ

نہ دیکھے“

جس طرح عورت یا مرد باہم ایک دوسرے کی شرمگاہ نہیں دیکھ سکتے اسی طرح کسی عورت کو مرد کی یا مرد کو کسی عورت کی شرمگاہ دیکھنا بھی بالاجماع حرام ہے۔ زندہ ہی نہیں بلکہ انسان میت ہو تب بھی اس کی شرمگاہ دیکھنا ناجائز ہے اس لئے غسل کے وقت ناف اور گھٹنوں تک کپڑا ڈال لینا چاہیے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَا تَنْظُرْ إِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ“ (ابو داؤد، ابن ماجه، حاكم وغيره)

”کہ کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران کو مت دیکھو“

یہ روایت گو ضعیف ہے مگر دوسری روایات اس کی مؤید ہیں جیسا کہ علامہ شوکانی نے نیل الاوطار (ص ۵ ج ۲) میں کہا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے نقل کیا ہے کہ اجنبی عورت کی ہڈیوں کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔ (نفع المفتی والسائل: ص ۱۱۳)، ایک حدیث کے تو الفاظ ہیں۔

”مَنْ نَظَرَ إِلٰى عَوْرَةِ أَخِيهِ مُتَعَمِّدًا لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً“ (اخبار اصبهان: ص ۳۰۸ ج ۲ كنز العمال: ص ۳۳۰ ج ۵)

”کہ جس نے اپنے بھائی کی شرمگاہ کو قصداً دیکھا اللہ تعالیٰ اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں کریں گے“

مگر یہ روایت سنداً کمزور ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ: ”اَلنَّظَرُ إِلٰى عَوْرَةِ الصَّغِيرِ كَالنَّظَرِ إِلٰى عَوْرَةِ الْكَبِيرِ“ ”کہ بچے کی شرمگاہ کو دیکھنا اسی طرح ہے جیسے بڑے کی شرمگاہ کو دیکھا جائے۔ (شعب الایمان: ص ۱۶۲ ج ۶) البتہ والدین یا دودھ پلانے والی کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے۔

بنی اسرائیل کی ایک بدعادت یہ بھی تھی کہ وہ سرعام ننگے نہاتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتے تھے (بخاری: ص ۴۲ ج ۱) اس کے لئے انہوں نے ”حمام“ بھی بنا رکھے تھے۔ آج بھی یورپ کی اندھی تقلید میں فائیو سٹار ہوٹلوں کے تالابوں میں ننگے نہانے کا شغل جاری ہے۔ ہمارے اسلاف اس مسئلے میں کتنے محتاط تھے؟ اس کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ ابوبکر بن میمون فرماتے ہیں۔ میں ایک بار امام محمد بن ابی نصر الحمیدی

کے ہاں گیا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے سمجھا کہ انہوں نے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔ میں گھر میں داخل ہوا تو وہ تنہائی میں رانوں سے کپڑا ہٹا کر بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی آزردہ خاطر ہوئے اور رونے لگے اور فرمایا: ''وَاللهِ لَقَدْ نَظَرْتَ إِلیٰ مَوْضِعٍ لَمْ يَنْظُرْ أَحَدٌ مُنْذُ عَقَلْتُ'' (السیر: ص۱۱۲ ج۹ التذکرہ: ص۸۱۷ ج۲) اللہ کی قسم جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تیرے سوا میری رانوں کو کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے۔ اس سے آپ ہمارے اسلاف کے کردار کی بلندی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ البتہ میاں بیوی کا مسئلہ اس سے مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے اور علماء ان کے لئے اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ تاہم حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میاں بیوی کا بھی بلاضرورت ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا مکروہ ہے۔ (فتح الباری: ص۳۳۹ ج۹) اسی طرح علاج معالجہ کی صورت یا تحقیق و تفتیش کی ضرورت استثنائی نوعیت کی ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ کا یہی تقاضا ہے۔

خاوند کے پاس دوسری عورت کا تذکرہ

اسلام نے عورت کی عزت و عصمت کی جس طرح حفاظت کی ہے کسی بھی دوسرے مذہب میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ آپ اندازہ کریں کہ اسلام نے ان راستوں کو بھی بند کر دیا ہے جو غیر محسوس انداز سے بھی عورت کی عفت و عصمت کے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ تَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا''

(بخاری و مسلم)

''کہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ اس طرح نہ رہے سہے کہ اس کی حالت اس طرح اپنے خاوند سے بیان کرے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے''

اس لئے کسی بھی عورت کو اپنے خاوند کے پاس کسی دوسری عورت کے حسن و جمال اور اس کے جسم کے بناؤ سنگار کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے کہ یہ بھی فتنے سے خالی نہیں۔ بلکہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ کسی کے سامنے عورت کے جوتے کا تذکرہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ جو

کوئی ایسا کرتا ہے وہ گویا اس کے پاؤں کا ذکر کرتا ہے اور جو پاؤں کا ذکر کرتا ہے وہ عادل نہیں۔ (المناقب للموفق: ص ۹۵ ج ۲)

غیر مسلم عورتوں کے سامنے ستر کا اہتمام

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے یہی اصل بنیاد ہے کہ غیر مسلم عورتوں کے سامنے مسلمان عورت کو اپنے ستر کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اسلام نے مسلمان عورتوں کو تو اس عادت سے روکا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے پاس کسی عورت کے جسم کا تذکرہ کریں مگر غیر مسلم عورتیں تو اس کی پابند نہیں۔ اور قرآن مجید میں جن کے سامنے زینت کے اظہار کی اجازت دی ہے ان میں ایک ﴿اَوْ نِسَـآءِ هِنَّ﴾ یعنی اپنی عورتیں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور امام مجاھدؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مسلمان عورتیں ہیں غیر مسلم عورتوں کے سامنے مسلمان عورتوں کو زینت کا اظہار درست نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں کی بعض عورتیں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ حماموں میں جانے لگی ہیں۔ حالانکہ جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ اس کے جسم پر اس کے اہل ملت کے سوا کسی اور کی نظر پڑے۔ (بیہقی: ص ۹۵ ج ۷، ابن کثیر: ص ۲۸۴ ج ۳) بعض مفسرین نے اس سے مراد میل جول رکھنے والی عورتیں مراد لی ہیں۔ تاہم احتیاط اسی میں ہے جو حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے۔

مجذوم کو دیکھنا

جذام بڑا خطرناک اور موذی مرض ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ بلکہ آپؐ نے اس کی طرف مسلسل دیکھنے سے منع فرمایا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لَا تُدِيْمُوا النَّظَرَ إِلٰى مَجْذُوْمِيْنَ" (ابن ماجه، مسند احمد وغيره)

"مجذوم پر اپنی نگاہ مرتکز نہ کرو"

بلکہ (صحیح مسلم: ص ۲۳۳ ج ۲) میں ہے کہ بنو ثقیف کا وفد جب آپ کی خدمت

اقدس میں حاضر ہوا تو ان میں ایک مجذوم بھی تھا۔ آپؐ نے اسے پیغام بھیجا کہ:

"إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ"

"یعنی ہم نے تم سے بیعت کر لی۔ تمہارا آنا درست، تم واپس لوٹ جاؤ۔" یہ حدیث بھی اس بات کی صریح دلیل ہے کہ مجذوم سے بچنا چاہیے اور اس کی طرف دیکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ حفاظتی تدابیر توکل کے منافی نہیں۔ اور یہ جو روایت مشہور ہے کہ آپ نے مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کہ اللہ پر توکل کر کے بسم اللہ پڑھ کر ہمارے ساتھ کھاؤ' یہ روایت ضعیف ہے۔

ٹوٹتے ہوئے ستارے کو دیکھنا

جن چیزوں کو دیکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ آسمان پر جب ستارہ ٹوٹتا ہوا محسوس ہو تو اس کی طرف نہ دیکھا جائے، چنانچہ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوقتادہؓ کے پاس اپنے گھر کی چھت پر بیٹھے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا۔ پاس بیٹھنے والے اس کی طرف دیکھنے لگے تو حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ:

"إِنَّا قَدْ نُهِينَا أَنْ نُتْبِعَهُ أَبْصَارَنَا"

(مسند احمد، رجاله رجال الصحيح، المجمع: ص ۱۲۲ ج ۸)

"ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہم اپنی نگاہیں اس کے پیچھے لگائیں۔" امام ابن السنی نے "عمل اليوم والليل" میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی ذکر کی ہے۔ مگر اس کی سند ضعیف ہے۔

اپنے سے افضل کو دیکھنا

اسی طرح مال، دولت، اولاد اور دیگر دنیوی نعمتوں میں اگر کسی کو اپنے سے افضل وبہتر کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے صرف نظر کرے اور اپنے سے کمتر پر توجہ کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کا شکر ادا کرے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

"إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ

فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ "(بخاری ومسلم)

"جب تم میں سے کسی کی نظر اس آدمی پر پڑے جو مال اور حسن و جمال میں اس سے بڑھ کر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس شخص کو دیکھے جو ان فضیلتوں میں اس سے کم ہے۔"

ایسا کرنے سے انسان جہاں حسد کی خطرناک بیماری سے محفوظ ہو جاتا ہے وہاں وہ اپنے سے کم تر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر گزار بنتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن الشخیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَقِلُّوا الدُّخُولَ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ فَإِنَّهُ أَحْرٰى أَنْ لَّا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ" (المستدرک للحاکم)

"کہ اغنیاء کے پاس کم جایا کرو، اس سے تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر سمجھنے سے محفوظ رہو گے"

یعنی جن نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نوازا ہے، ان کو تم حقیر نہیں سمجھو گے، لیکن اغنیاء کے پاس بکثرت جانے سے تمہیں وہ نعمتیں حقیر نظر آئیں گی جو تمہیں دی گئی ہیں اور یوں ایک طرف ایسا انسان حسد کا شکار ہو جائے گا اور دوسری طرف اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کر سکے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِراً صَابِراً، مَنْ نَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَحَمِدَ اللهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدٰى بِهِ وَأَمَّا مَنْ نَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَأَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهُ فَإِنَّهُ لَا يُكْتَبُ شَاكِراً وَلَا صَابِراً"

(فتح الباری ص ۳۲۳ ج ۱۱، ترمذی)

"دو خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس کسی میں پائی جائیں گی اللہ تعالیٰ اس کو شاکر و صابر لکھ دیتے ہیں۔ جس نے اپنی دنیا میں کسی ایسے شخص کو دیکھا جو اس سے کمتر ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس فضیلت پر جو اسے دی گئی ہے۔ اور جس نے اپنے دین کے بارے میں اپنے سے بلند تر شخص کو دیکھا تو

اس کی اقتداء کی اور جو شخص اپنی دنیا میں اپنے سے بالاتر کو دیکھ کر کف افسوس ملتا ہے تو وہ نہ شاکر لکھا جائے گا اور نہ ہی صابر"

اس لیے کسی کے مال و دولت، زیب و زینت اور دیگر دنیوی جاہ و جلال کو دیکھ کر حسد کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اپنے سے کمتر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے۔ اس لئے حسد سے بچنے کا ایک آسان سا نسخہ یہ ہے کہ کسی کے مال و زر پر توجہ ہی نہ دی جائے۔ اہل ثروت کے ہاں بکثرت جانے سے گریز کیا جائے۔ شیخ الاسلام نے کتنی خوبصورت بات فرمائی ہے "بِئْسَ الْفَقِيرُ عَلٰى بَابِ الْأَمِيرِ وَنِعْمَ الْأَمِيرُ عَلٰى بَابِ الْفَقِيرِ" برا فقیر وہ ہے جو امراء کے دروازے پر جائے اور بہترین امیر وہ ہے جو فقیر کے دروازے پر جائے۔

آئینہ دیکھنے کی دعا

مختلف اشخاص و اشیاء کو دیکھ کر بعض دعائیں پڑھنے کا ایک مقصد یہی اظہار شکر ہے مثلاً آئینہ دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ"

(الا ذکار للنووی)

"یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں، اے اللہ! جس طرح آپ نے میری شکل و صورت اچھی بنائی اسی طرح میرا اخلاق اچھا بنا دے"

امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ آئینہ بہت دیکھتے تھے اور سفر میں بھی آئینہ اپنے ساتھ رکھتے، میں نے ان سے عرض کیا آپ آئینہ بکثرت کیوں دیکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: آئینہ دیکھ کر میرے چہرے پر جو زینت ہوتی ہے اور دوسرا جو اس سے محروم ہوتا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ (کتاب الشکر: ص ۸۳ لابن ابی الدنیا)

مریض کو دیکھ کر

اسی طرح مریض کو دیکھ کر پڑھنے کی جو دعا ہے وہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر جو دعا سکھلائی اس کے الفاظ ہیں۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا "(ترمذی وغیرہ)

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس سے بچایا جس میں تجھ کو مبتلا کر دیا ہے اور جس نے مجھے بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی ہے"

یہ دعا مریض کے پاس آہستہ پڑھنی چاہیے، تاکہ وہ آزردہ خاطر نہ ہو لیکن اگر کوئی معصیت اور نافرمانی کے مرض میں مبتلا ہے تو اسے دیکھ کر یہ دعا بلند آواز میں پڑھی جا سکتی ہے۔ تاکہ اسے عبرت ہو، بشرطیکہ کسی مفسدہ کا خطرہ نہ ہو۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ جب کسی کو برے عمل میں مبتلا دیکھتے تو یہی دعا پڑھتے اور فرماتے کہ ایمان وعمل کی بیماری جسمانی بیماری سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے۔

کسی (آیۃ) نشانی کو دیکھنا

جو کوئی ایسی نشانی دیکھے جس سے انسان خوف وخطر محسوس کرے تو چاہیے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سربسجود ہو جائے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب انہیں بتلایا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ فوراً سجدہ ریز ہو گئے، ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے اس موقعہ پر سجدہ کیوں کیا ہے؟ یہ بھی کوئی سجدہ کا باعث ہے تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا"

"کہ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو" "وَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ" نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا دنیا سے چلا جانا اس سے بڑھ کر اور کون سی نشانی ہوگی (ابوداؤد رقم: ۱۱۹۳، ترمذی وحسنہ) نبی کریم ﷺ نے چونکہ صحابہ کرام کی موجودگی کو امن کا باعث قرار دیا۔ ان کی وفات گویا امن کے زوال اور خوف وخطرات کے حدوث کا باعث ہے اسی لیے حضرت ابن عباسؓ نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے انتقال پر سجدہ کیا کہ ان کی زندگی جن برکات کا باعث تھی وہ چل بسیں۔ اس لئے اللہ کے حضور سجدہ

کرتے ہوئے اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار کیا جائے تاکہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ آفات وبلیات سے محفوظ رکھے۔علامہ طیبیؒ نے فرمایا ہے کہ ''آیت'' نشانی سے مراد چاند یا سورج کا خسوف ہے تو سجدہ سے مراد نماز ہے۔جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے مواقع پر صلاۃ خسوف ثابت ہے۔اور اگر سخت آندھی،زلزلہ یا کوئی اور نشانی مراد ہے تو پھر متعارف سجدہ ہی کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت عبداللہؓ بن عباس نے کیا تاہم اس سے نماز بھی مراد لی جاسکتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ جب کسی بات سے خوف زدہ ہوتے تو نماز پڑھتے تھے۔(عون المعبود: ج۱ص۴۶۴)

ناپسندیدہ خواب دیکھنا

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس خواب اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے،اور تین مرتبہ بائیں طرف کندھے پر ہلکا سا (دم کی طرح) تھوک لے اور کسی کے سامنے اسے بیان نہ کرے تو اس ناپسندیدہ خواب سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔(بخاری ومسلم وغیرہ)

ابوسلمۃ بن عبدالرحمن فرماتے ہیں میں اس قدر خوفناک خواب دیکھتا تھا جو مجھ پر پہاڑ گرنے سے بھی زیادہ پریشان کن ہوتے تھے جب سے میں نے یہ حدیث سنی پھر مجھے کوئی فکر دامن گیر نہیں ہوئی۔(موطا)

حافظ ابن حجرؒ نے اس حوالے سے مختلف احادیث مبارکہ ذکر کر کے فرمایا ہے کہ ناپسندیدہ خواب نظر آئے تو چھ باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۱۔ اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔

۲۔ شیطان کے شر سے پناہ مانگے تعوذ یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔ابراہیمؒ نخعی سے بسند صحیح ہے کہ انھوں نے فرمایا: یوں کہے۔

''أَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَآئِكَةُ اللّٰهِ وَرُسُلُهُ مِنْ شَرِّ رُؤْيَایَ هٰذِهٖ أَنْ يُصِيْبَنِيْ فِيْهَا مَا اَكْرَهُ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَایَ''

۳۔ خواب سے بیدار ہوتے ہی اپنی بائیں جانب تھوکے۔

۴۔ وہ خواب کسی کو نہ بتلائے۔

۵۔ خواب سے بیدار ہو تو نفل نماز پڑھے۔(مسلم، ترمذی)

۶۔ جس پہلو پر سویا ہوا ہو اس کو چھوڑ دے اور کروٹ بدل لے۔

(مسلم، فتح الباری: ج ۱۲ ص ۳۷۰)

حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے کہ بعض حضرات نے ان کے علاوہ آیۃ الکرسی پڑھنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر اسکی کوئی خاص دلیل نہیں البتہ عمومی روایت سے استدلال درست ہے۔ علاوہ ازیں حضرت خالدؓ بن ولید کے بارے میں ہے کہ انھوں نے خواب میں ڈرنے کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: سونے سے پہلے یہ پڑھا کرو۔

"أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وِعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْن"

(مؤطاوغیرہ، الصحیحۃ نمبر: ۲۶۴)

"میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کے غصے سے اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے چوکوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں (مجھے تکلیف دینے کے لئے)"

نیا چاند دیکھنے پر

حضرت عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ"

(الدارمی: ج ۲ ص ۴،۳، ابن حبان)

"اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ اور ہمیں اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق

عطا فرما (اے چاند) ہمارا اور آپ کا رب اللہ ہے“

چاند دیکھنے پر

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چاند کو دیکھا تو فرمایا:

”يَا عَائِشَةُ اِسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ فَإِنَّ هٰذَا الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ “

(ترمذی وقال حسن صحیح والحاکم وغیرہ)

اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو یہ الغاسق اذا وقب ہے۔ سورۃ الفلق میں بھی ﴿غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ کے شر سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔ اور اس کے معنی ہیں کہ میں پناہ مانگتا ہوں رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے۔ مگر حضرت عائشہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿الغاسق﴾ سے مراد چاند ہے۔ لیکن یہ روایت آیت کے مفہوم کے منافی نہیں۔ چاند رات ہی کی نشانی ہے۔ دن کو اگر چہ چاند آسمان پر ہوتا ہے مگر روشن نہیں ہوتا۔ رات اور چاند کے مفہوم میں تلازم ہے۔ دونوں باہم لازم ملزوم ہیں اس لیے دونوں پر غاسق کے اطلاق میں کوئی منافات نہیں (تفسیر المعوذتین لابن قیم) ویسے بھی چاند کی روشنی حملہ آوروں اور فتنہ پردازوں کے لیے جس قدر ممد و معاون ہوتی ہے۔ مدافعت کرنے والوں کے لیے اتنی مددگار نہیں ہوتی اس لیے چاند کو بھی اگر غاسق آپ ﷺ نے فرمایا ہے تو یہ اندھیرے کے مفہوم سے فی الجملہ خارج نہیں۔ مزید تفصیل کے لئے تفسیر المعوذتین ملاحظہ ہو۔ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ چاند دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے جیسے ہم رات کی تاریکی سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

ناپسندیدہ اور پسندیدہ چیز دیکھ کر

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ “

”سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کے فضل و احسان سے اچھی چیز تکمیل

پاتی ہیں۔'' اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ''

''ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کا شکر ہے۔''

آندھی کو دیکھ کر

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوا کو گالی مت دو۔ آندھی کی ناپسندیدہ صورت دیکھو تو یہ دعا پڑھو۔

''اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْئَلُکَ خَیْرَ هَا وَخَیْرَمَا فِیْهَا وَخَیْرَمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِیْهَا وَشَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ.

(مسلم ،ترمذی)

''اے اللہ! میں آپ سے اس آندھی کی خیر و برکت اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس کے ساتھ بھیجی گئی ہے اس کی خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں، اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور جو اس میں شر ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے''

(۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب تیز و تند ہوا چلتی تو آپ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا پڑھتے۔

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَاباً ،اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِیَاحاً وَلَا تَجْعَلْهَا رِیْحاً'' (الاذ کار للنووی)

''اے اللہ! اس ہوا کو ہمارے لئے رحمت بنا اور زحمت نا بنا ،اے اللہ !اسے نفع بخش ہوا بنا نقصان دہ آندھی نہ بنا۔''

باراں کے وقت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے: ''صَیِّباً هَنِیْئًا'' اور ایک روایت میں ہے ''صَیِّبًا نَّافِعًا '' '' کہ اے اللہ! اسے نفع دینے والی بارش بنا'' (بخاری ،ابوداؤد، ابن ماجہ)

ابن ماجہ میں ہے کہ جب آپ افق پر بادل دیکھتے تو تمام کام چھوڑ دیتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِہٖ"

"اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجا گیا ہے"

کسی منکر کو دیکھ کر

حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

مَنْ رَأٰی مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ،فَإِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ،

فَإِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ أَضْعَفُ الْإِیْمَانِ "(مسلم)

"تم میں سے جو کوئی برا کام دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے زبان سے روکے، اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا ہو تو دل سے برا جانے، یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد رائی کے برابر بھی ایمان نہیں، لھذا ہر مسلمان کا حسب استطاعت یہ فریضہ ہے کہ وہ برائی کو روکنے کی کوشش کرے تاکہ معاشرہ فواحش ومنکرات سے پاک اور صحیح اقدار پر قائم ہو۔

نظر بد کی حقیقت

نظر بد کی تاثیر ایک معلوم حقیقت ہے، جس کا انکار ممکن نہیں قرآن مجید میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَإِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِأَبْصَارِھِمْ﴾ (القلم: ۵۱)

"اور یہ کافر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں"

حضرت ابن عباس اور امام مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں کہ ﴿لَیُزْلِقُوْنَکَ بِأَبْصَارِھِمْ﴾ سے مراد "یعینونک بأبصارھم" ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے تمہیں نظر لگانے کی کوشش کرتے ہیں اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی لکھا ہے کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نظر بد کی تاثیر حق ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ج۴ص۵۲۶)

حافظ ابن قیمؒ نے بھی فرمایا ہے کہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نظر بد کے اثر سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانا ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ بعض ایسے اشخاص جو نظر بد کے لئے مشہور تھے آنحضرت ﷺ کے سامنے لائے گئے اور انھوں نے آپ کو گھور کر کہا، ہم نے تو کبھی ایسا آدمی نہیں دیکھا اور نہ کسی کا ایسا کلام سنا ہے۔ یہ اس قسم کے لوگ تھے کہ جب کسی فربہ اونٹنی پر ان کی نظر پڑ جاتی تو انہیں اپنی نظر بد پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے غلام سے کہہ دیتے یہ ٹوکری لے لو اور فلاں شخص کی اونٹنی کا گوشت لے آؤ۔ اور یوں ایسا ہی ہوتا کہ ان کے گھورنے سے وہ اونٹنی زمین پر گر کر لوٹنے لگتی اور اس کا مالک اسے مجبوراً ذبح کر دیتا۔ (تفسیر المعوذتین)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انھوں نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجتے ہوئے نصیحت کی کہ:-

﴿يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَّمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ﴾ الآية (یوسف :٦٧)

''اے میرے بیٹو! ایک ہی دروازے سے داخل مت ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں میں سے داخل ہونا، میں تمہیں اللہ کی تقدیر سے نہیں بچا سکتا'' اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہؓ بن عباس، محمد بن کعبؒ، مجاہدؒ، الضحاک، قتادہؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نظر بد سے بچنے کے لئے انہیں الگ الگ دروازوں میں سے داخل ہونے کا حکم فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ پیغمبر زادے اور یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے۔ خوبصورت اور قد آور جوان تھے۔ وہ گیارہ کے گیارہ ایک ساتھ داخل ہوتے تو ہوسکتا تھا کہ کسی حاسد کی نظر کا شکار ہو جاتے۔ (تفسیر ابن کثیر: ج ۲ ص ۶۴۷) یہی بات علامہ قرطبیؒ نے اپنی (تفسیر ج ۹ ص ۱۴۸) میں اور دیگر مفسرین کرام نے بھی کہی ہے۔

احادیث پاک میں بھی نظر بد کی تاثیر اور اس کی حقیقت کا مختلف انداز میں ذکر آیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْعَيْنُ حَقٌّ'' نظر کا لگ جانا حق ہے (بخاری نمبر: ۵۷۴۰، مسلم) سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگو اس کی تاثیر برحق ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

"اَلْعَیْنُ حَقٌّ لَتُورِدُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ، وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ، وَإِنَّ أَكْثَرَ هِلاَكِ أُمَّتِي فِي الْعَيْنِ"

"نظر کا لگنا حق ہے یہ آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں داخل کر دیتی ہے، اور میری امت کی موت کا اکثر سبب نظر لگنے سے ہے۔"

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں (تفسیر ابن کثیر: ج۴ص ۵۲۹) یہی روایت معمولی اختلاف الفاظ سے تاریخ بخاری، مسند البزار اور الحلیۃ لأبی نعیم میں بھی مروی ہے اور علامہ البانیؒ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے (صحیح الجامع نمبر: ۴۱۴۴)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا جس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا: اس کو دم کراؤ اسکو نظر لگی ہوئی ہے۔

(بخاری نمبر: ۵۷۳۹ وغیرہ)

حافظ ابن کثیرؒ نے اس حوالے سے متعدد احادیث اپنی تفسیر (ج۴ص ۵۲۶۔۵۳۰) میں بیان کی ہیں یہاں ان کا استیعاب مقصود نہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے ذکر کیا ہے کہ جس کی نظر بد لگتی ہے اس کے جذبات خبیثہ جس قدر سخت اور طاقتور ہوں گے اسی قدر انسان اس سے متاثر ہوتا ہے حتی کہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح بعض سانپ ایسے ہیں کہ ان کے صرف گھورنے سے انسان اندھا ہو جاتا ہے اور عورت کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ جیسے لنڈورے اور ذوالطفیتین (چت کبرا) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "إِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ" (بخاری: ۳۲۹۷) "کہ یہ دونوں بینائی ضائع کر دیتے ہیں۔ اور مادہ کا حمل گرا دیتے ہیں" اس لئے جب کوئی شریر اور حاسد آتش انتقام میں مشتعل ہو کر کسی کو دیکھتا ہے تو اس کی یہ زہریلی شعاعیں اس کی ہلاکت اور بیماری کا سبب بن جاتی ہیں (تفسیر معوذتین) آج کل تو مسمریزم اور ہپناٹزم ایک فن بن چکا ہے جس میں قوت نظر سے بیماری میں مبتلا ہی نہیں بلکہ اس ذریعے بیماریوں کا علاج

بھی کیا جاتا ہے اس لئے نظر کے لگنے کا انکار بہر نوع غلط ہے۔

نظر بد کا علاج

جب معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کی نظر لگی ہے تو اسے کہا جائے کہ وہ کسی برتن میں وضو کرے۔ اس کا یہ مستعمل پانی متاثرہ شخص کے سر اور پشت پر پچھلی جانب سے بہا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوامامہؓ بن سھل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سھل بن حنیف (جن کا رنگ سفید اور جسم بہت خوبصورت تھا) نے مدینہ طیبہ سے باہر خرار نامی وادی میں غسل کرنے کے لئے قمیض اتاری تو حضرت عامرؓ بن ربیعہ نے کہا میں نے اتنا خوبصورت جسم تو کبھی نہیں دیکھا، یہ کہنے کی دیر تھی کہ حضرت سھلؓ کو بخار ہونے لگا اور اس کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ کس کی نظر لگی ہے؟ لوگوں نے کہا عامرؓ بن ربیعہ کی، آپؐ نے انہیں بلایا اور سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تم میں سے کیوں کوئی اپنے بھائی کو قتل کرنا چاہتا ہے تم نے اس کے لئے برکت کی دعا کیوں نہ کی۔ جب بھی تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کو دیکھے اور وہ اسے اچھا لگے تو اسے چاہیے کہ اس کے لئے برکت کی دعا کرے۔ (گویا اس برکت کی دعا سے نظر کا اثر نہیں ہوگا) پھر آپ ﷺ نے حضرت عامر کو حکم دیا کہ وضو کر و اپنا چہرا اور ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ، اپنے گھٹنوں کو بھی اور چادر کا داہنا حصہ جو جسم سے ملا ہوا ہوتا ہے وہ دھوؤ، پھر حکم دیا کہ وہ پانی پچھلی جانب سے سھلؓ پر پھینک دو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو حضرت سھلؓ اسی وقت تندرست ہو گئے۔

یہ روایت موطا امام مالک کے علاوہ مسند امام احمدؒ (ج ۳ ص ۴۸۶، ۴۸۷) ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان میں صحیح سند سے مروی ہے۔ اور اس میں "داخلة ازاره في القدح" کے الفاظ ہیں کہ پیالے میں داخل ازار کو دھوئے۔ اس سے کیا مراد ہے اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوعبیدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دائیں جانب کی طرف چادر کا وہ حصہ مراد ہے جو جسم کے ساتھ ملا ہوا ہو (شرح السنہ: ج ۱۲ ص ۱۶۶) یعنی چادر یا شلوار کا وہ دائیاں

حصہ جو کمر کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔اس کو بھی دھویا جائے۔وضو کی اسی کیفیت کو بعض روایات میں غسل سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔اس سے مکمل غسل نہیں بلکہ انہی اعضا کا دھونا مراد ہے۔

(۲) اگر وضو ممکن نہ ہو یا معلوم نہیں کہ نظر کس کی لگی ہے؟ یا عائن وضو سے انکار کردے تو پھر دیگر ادعیہ مسنونہ سے مریض کو دم کیا جائے۔مثلاً:

(۱) معوذتین یعنی آخری دو سورتوں کو تین، پانچ یا سات بار پڑھا جائے۔

(۲) مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر تین، پانچ یا سات بار یہ دعا پڑھے۔

(الف)"بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْکَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْکَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُؤْذِيْکَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْکَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْکَ"(مسلم)

(ب) "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَماً"(البخاری)

(ج) "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"(البخاری)

(۳) جس کسی کی نظر بد کا اثر ہوتا ہو اسے چاہیے کہ جب وہ کسی چیز کو دیکھے تو اس کے لئے برکت کی دعا کرے جیسا کہ اوپر حضرت ابوامامہؓ کی حدیث میں گزرا ہے۔علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اسے یوں کہنا چاہیے۔"تَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ، اَللّٰهُمَّ بَارِکْ فِيْهِ"(شرح الزرقانی علی الموطا)

فسادِ نظر سے بچنے کا طریقہ

آپ پڑھ آئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر محرم کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرد وعورت کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔مگر عورت فطرتاً جاذب نظر اور باعث کشش ہے اس لئے اس کے فتنے سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے بالخصوص نوجوانوں سے فرمایا:"اگر تم میں استطاعت ہو (یعنی حالات اجازت دیں) تو

شادی کرو۔"

"فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ" "یہ نگاہ نیچی رکھنے کا باعث ہے" (بخاری و مسلم)

(۲) انسان اگر اپنی کمزوری کی بنا پر کسی عورت کو دیکھ کر دل گرفتہ ہو جائے تو ایسی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ اسے چاہیے کہ وہ اپنے گھر چلا جائے اور اپنی بیوی سے اپنی ضرورت پوری کرے" (صحیح مسلم) تاکہ وہ کسی بڑے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچ جائے۔

(۳) اسی طرح جب کسی غیر محرم یا امرد پر نظر پڑے تو فوراً اس آیت مبارکہ کا مفہوم دل ودماغ میں لے آئے ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَ عْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری آنکھ کی خیانت اور دل کے بھیدوں کو بھی جانتے ہیں۔کوئی اور میری حرکت کو دیکھتا ہے یا نہیں، اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ رہے ہیں۔

(۴) نظر کے فتنے سے بچنے کے لئے اگر اس عمل کا اہتمام کر لیا جائے کہ راستے میں ذکر الٰہی میں مصروف رہے تو بہت حد تک اس سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہر حال میں مطلوب ہے، بجز چند اوقات کے، جس کی تفصیل کتب اذکار میں موجود ہے۔مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز وعبادت کے لئے ہی بنائی جاتی ہیں، لطف تو یہ ہے کہ صنم کدہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔امام داؤد بن أبي هند بصری المتوفی ۱۴۰ھ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور بڑے ثقہ محدثین وفقہاء میں شمار ہوتے ہیں ابن ابی عدی فرماتے ہیں: کہ ایک بار انہوں نے ہمیں فرمایا: کہ اے نوجوانو! میں تمہیں ایسی بات بتلاتا ہوں، شاید تمہیں اس سے فائدہ پہنچے۔میں جب نوجوان تھا اور بازار جاتا تو واپسی پر میں اپنے آپ پر لازم کر لیتا کہ فلاں جگہ تک میں ذکر کرتا رہوں گا۔پھر جب وہاں تک پہنچتا تو پھر اپنے آپ پر لازم کر لیتا کہ گھر تک میں ذکر کرتا رہوں گا۔(التذکرہ، السیر) اس لئے راہ چلتے اگر ذکر کا اہتمام کیا جائے تو فسادِ نظر سے بچا جا سکتا ہے۔

(۵) اسی طرح اگر غیر محرم پر نظر پڑے تو عمل مکافات کے ڈر سے اپنی نگاہیں اس سے پھیر

لینی چاہییں۔ یعنی یہ خیال کرے کہ اگر میں کسی کی ماں بہن یا بیٹی کو دیکھوں گا تو کل میری ماں بہن کو دیکھنے والے بھی ہوں گے۔ اگر میں یہ برداشت نہیں کرتا کہ کوئی میری عزت کو اپنی نگاہوں کا شکار بنائے تو مجھے کسی اور کی بہو بیٹی کی طرف بھی نگاہ نہیں اٹھانی چاہیے۔

(٦) اسی طرح اگر راہ چلتے کسی خوبرو پر نظر پڑ جائے اور دل مکرر دیکھنے کے لئے چٹکیاں لیتا ہو تو اسے اپنے دل میں یہ خیال جمانا چاہیے کہ مخلوق کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر ایسا نہ ہو کہ کہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت سے محروم ہو جاؤں۔ جو حسن و جمال اور نور کے پیکر ہیں "إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ" کا تصور کرے اور ادھر سے اپنی نگاہ پھیر لے۔ حافظ ابن جوزیؒ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابو یعقوب طبری نے بتلایا کہ میرے پاس ایک نوجوان میرا خدمت گذار تھا بغداد سے ایک صوفی منش انسان مجھے ملنے کے لئے آیا تو وہ اس نوجوان کی طرف توجہ کرنے لگا۔ میں ایک رات سویا خواب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت ہوئی تو مجھے فرمایا: تم اس بغدادی کو اس نوجوان کی طرف دیکھنے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ مجھے میری عزت وعظمت کی قسم، امردوں کی طرف اس کا میلان ہوتا ہے جو مجھ سے دور ہوتا ہے۔ ابو یعقوب فرماتے ہیں: میں نیند سے بیدار ہوا تو صبح اس بغدادی کو اپنا خواب سنایا اس نے سرد آہ لی، گرا اور فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کو غسل دے کر دفنا دیا ایک ماہ بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیسے گزری؟ اللہ تعالیٰ نے تم سے کیسا معاملہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر زجر و توبیخ کی کہ مجھے ڈر ہوا میری رہائی نہیں ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا۔ (ذم الھویٰ)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں لوگو! اپنے دلوں کو صنم کدہ مت بناؤ ، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے زیادہ غیرت مند ہیں۔ جس گھر میں تصاویر آویزاں ہوں وہاں اللہ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے تو جس دل میں دوسروں کی محبت رچی بسی ہو اس میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا بیج کس طرح بوئیں گے۔ اس لئے عشق بازی اور دل میں

خوبروؤں کا عکس جمانا بہر نوع غلط ہے اور اس سے پرہیز لازم ہے۔

اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ

ایمان خوف ورجا کا نام ہے ایک مومن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے ڈرتا بھی ہے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر دل میں فکر مند ہونا اور رونا اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز جن خوش نصیب حضرات کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش عظیم کے سایہ میں رکھے گا ان میں ایک وہ ہے "جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے روتا ہے" (بخاری و مسلم) ایک حدیث میں ہے کہ جس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آنسو بہہ کر زمین پر گر پڑے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے۔ (حاکم) کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سلیقہ نہیں مجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

حضرت ابو ھریرہؓ سے ترمذی اور نسائی وغیرہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا۔ تا آنکہ دھویا ہوا دودھ تھنوں میں واپس ہو جائے، یعنی جیسے دھویا ہوا دودھ دوبارہ تھنوں میں نہیں جا سکتا اسی طرح اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص بھی جہنم میں نہیں جا سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، انسؓ اور ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ جو اللہ کے ڈر سے روتی ہے اور دوسری وہ جو اسلام اور مسلمانوں کی دفاع میں بیدار رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف یا اللہ کی محبت میں رونا حضرات انبیاء کرام، صدیقین اور صلحائے امت کا طریقہ ہے ۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں صحیح بخاری میں ہے کہ "كَانَ رَجُلاً بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ" وہ بہت رونے والے تھے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر کنٹرول نہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں حافظ ابن جوزیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ نماز کے دوران اتنا روتے کہ ان کی آواز پچھلی صفوں میں سنائی دیتی اور یہی حال دیگر اکابر صحابہؓ کا تھا اس سلسلے میں

صلحائے امت کے اقوال واحوال انتہائی سبق آموز ہیں۔مگر اس تفصیل کی یہاں نہ گنجائش ہے اور نہ ہی یہ ہمارا موضوع ہے۔اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ہمیں بھی اپنی محبت نصیب فرمائے اور اپنے عذاب سے بچنے کی توفیق بخشے۔(آمین)

آنکھ اور دل کا مناظرہ

گناہ کے ارتکاب میں آنکھ اور دل جو کردار ادا کرتے ہیں اسے حافظ ابن قیمؒ نے ایک دلچسپ مناظرے کی صورت میں بیان کیا ہے۔جس کا ذکر یقیناً فائدہ سے خالی نہیں۔ ہم یہاں اس کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں۔"نظر قاصد ہے اور دل طالب" آنکھ دیکھنے سے لذت محسوس کرتی ہے۔جبکہ دل کامیابی پر لطف اندوز ہوتا ہے۔جب دونوں اس میں شریک ہو کر انجام تک پہنچتے ہیں تو دونوں ایک دوسرے کو ملامت کرتے اور ایک دوسرے سے ناراضی کا اظہار کرتے ہیں۔دل کہتا ہے تو نے مجھے ہلاکت میں ڈالا۔تیری وجہ سے میں مسلسل حسرت ویاس میں مبتلا ہوا۔سبز باغ سے تو نے رخ پھیرا مگر گلے سڑے بینگن سے تو نے شفا طلب کی۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا تھا کہ اپنے آپ کو نیچے رکھ،رسول اللہ ﷺ نے بھی تمہیں اسی کی ہدایت فرمائی مگر تو نے کوئی پرواہ نہیں کی،تمہیں معلوم نہیں کہ انسان کو اکثر وبیشتر نقصان تیری یعنی آنکھ اور زبان کی وجہ سے ہوتا ہے۔جو آرام اور عزت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ آنکھ کو نیچا رکھے اور زبان کی حفاظت کرے،تاکہ تکلیف سے محفوظ رہ سکے۔آنکھ ہی زنا وبدکاری کا ابتدائی سبب بنتی ہے۔یہ ایک قاصد کا فریضہ سر انجام دیتی ہے۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ایک کے بعد دوسری بار نظر بھر کر کسی کی طرف مت دیکھو اور آنکھوں کو نیچا رکھو۔اس کے جواب میں آنکھ نے دل سے کہا اول وآخر گناہ تیرا ہے،میں تو محض ایک واسطہ ووسیلہ ہوں،تو بادشاہ ہے ہم تیرا لشکر ہیں،اور تیرے تابعدار ہیں،تو نے ہی مجھے قاصد بنایا پھر الٹا مجھے ہی طعن وملامت کرنے لگا۔اگر تو حکم کرتا کہ دروازہ بند کردو،پردے لٹکا دو،تو میں تیری فرمانبرداری کرتی،تو نے مجھے شکار کے لئے بھیجا،مگر اس نے تیرے لئے جال بچھا رکھا تھا،جس میں تو قیدی ہو کر رہ گیا۔پہلے تو بادشاہ

تھا، اب غلام بن کر رہ گیا ہے۔ سید الانام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے تیرے بارے میں فرمایا ہے کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر یہ درست ہے تو سارا جسم درست ہے، اگر یہ خراب ہو گیا تو سارا جسم خراب ہو جائے گا۔ حضرت ابو ھریرۃؓ نے فرمایا ہے کہ دل بادشاہ ہے اور باقی اعضا اس کا لشکر ہیں۔ لہذا اگر تو غور و فکر کرتا تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ فساد کی اصل جڑ تو تو ہی ہے۔ تیری وجہ سے تیرے لشکر میں بگاڑ پیدا ہوا۔ اگر تو عقلمندی سے کام لیتا تو تیرا یہ سارا لشکر صحیح اور درست رہتا۔ مگر تو خود ہلاک ہوا اور اپنی رعیت کو بھی تباہ و برباد کیا۔ اور خواہ مخواہ ایک چھوٹی سی کمزور اور نازک آنکھ پر سارا نزلہ ڈال دیا کہ نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ تیری اصل بیماری یہ ہے کہ تجھ ہی میں اللہ کی محبت نہیں، اللہ کو یاد کرنے سے تجھے کوئی سروکار نہیں، تو نے اللہ کو چھوڑ کر غیر کی طرف توجہ کی، اللہ کی محبت کو چھوڑ کر دوسروں سے لو لگائی، تمہیں یاد رکھنا چاہیے، کہ بنی اسرائیل نے من وسلوی کی جگہ ساگ پات کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی اور ان پر اظہار ناراضی فرمایا کہ ﴿ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ هُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ هُوَ خَیۡرٌ ﴾ "کیا تم اچھی چیز کے بدلے میں ادنیٰ چیز لینا چاہتے ہو" اس لئے اس کا کیا حال ہو گا جو اپنے خالق و مالک اور مہربان کی بجائے کسی اور سے محبت کا دم بھرتا ہے، حالانکہ نجات اور فلاح و فوز کا دارو مدار اس میں ہے کہ اپنے خالق و مالک سے محبت کی جائے اور اس کی محبت سب پر غالب ہو۔ ذرا غور تو کرو، تم نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کس سے محبت کی؟ اس محبت سے تجھے حاصل کیا ہوا؟ تو نے اپنے آپ کو کانٹوں میں قید کیا، جبکہ اللہ سے محبت کرنے والے عرشِ الٰہی کا طواف کرتے ہیں۔ اگر تو غیر اللہ سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا تو عجائبات قدرت کا مظاہرہ کرتا۔ اور ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ ہو جاتا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلب سلیم ہی کو فلاح و فوز کی ضمانت دی ہے اور قلب سلیم وہی ہے جس میں بس اسی کی محبت موجزن ہو، اس کی رضا پر راضی ہو، آنکھ نے مزید کہا: کہ میرے اور تیرے جرم میں وہی فرق ہے جو میرے اندھے ہونے اور تیرے بے بصیرت ہونے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ ﴿ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰكِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ﴾ "بلاشبہ آنکھیں اندھی نہیں بلکہ سینوں میں دل اندھا ہو گیا ہے" جگر

نے جب ان دونوں کا جھگڑا سنا تو اس نے کہا: تم دونوں مجرم ہو۔ ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں تم دونوں شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور وہ فیصلہ وہی ہے جو کسی نے روح اور جسم کے مابین کیا تھا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ قیامت کے روز روح اور جسم کے درمیان جھگڑا ہوگا جسم کہے گا تو نے مجھے حرکت دی، تو نے مجھے حکم دیا، ورنہ میں تو کچھ کرنے کے قابل ہی نہ تھا، اس لئے عذاب تجھے ہونا چاہیے۔ مگر روح کہے گی، کھایا پیا تو نے، زندگی کے مزے تو نے لوٹے، اس لئے عذاب کا بھی تو ہی مستحق ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی طرف ایک فرشتے کو حاکم بنا کر بھیج دیں گے، وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا کہ تم دونو ں کی مثال اس دیکھنے والے اپاہج اور چلنے والے اندھے کی سی ہے کہ دونوں باغ میں داخل ہوئے، اپاہج نے اندھے سے کہا، میں یہاں بڑے اچھے اچھے پھل دیکھ رہا ہوں لیکن کیا کروں؟ میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔ اندھے نے کہا: میں کھڑا تو ہوسکتا ہوں مگر دیکھ کچھ نہیں سکتا، اپاہج نے کہا ادھر آ، مجھے اپنے کندھے پر اٹھا، میں پھل توڑتا ہوں، پھر دونوں مل کر کھائیں گے۔ اب بتلاؤ سزا کسے ملے گی؟ کہیں گے دونوں کو، جگر نے کہا بس اسی طرح تم دونوں مجرم ہو۔ دونوں سزا کے مستحق ہو۔ (اعاذنا اللہ منه)(روضة المحبین ص ۱۱۶. ۱۲۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں نظر کی آفتوں سے بچائے، اپنی اور اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت واطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

"سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک"

ارشاد الحق اثری

--۞--

ادارہ کی دیگر مطبوعات

1. العلل المتناهية فى الأحاديث الواهية
2. إعلام أهل العصر بأحكام ركعتي الفجر للمحدث شمس الحق الديانوي
3. المسند للإمام أبي يعلى أحمد بن على بن المثنى الموصلي (چھ ضخیم جلدوں میں)
4. المعجم للإمام أبي يعلى الموصلي
5. مسند السراج، للإمام أبي العباس محمد بن اسحق السراج
6. المقالة الحسنى (المعرب) للمحدث عبد الرحمن المباركفوري
7. جلاء العينين فى تخريج روايات البخاري فى جزء رفع اليدين للشيخ الأستاذ بديع الدين شاه الراشدي
8. إمام دار قطني
9. صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین
10. موضوع حدیث اور اس کے مراجع
11. عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم
12. کتابت حدیث تا عہد تابعین
13. الناسخ والمنسوخ
14. احکام الجنائز
15. محمد بن عبد الوہاب
16. قادیانی کافر کیوں؟
17. پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز
18. مسئلہ قربانی اور پرویز
19. پاک وہند میں علمائے اہلحدیث کی خدمات حدیث
20. توضيح الكلام فى وجوب القراءة خلف الإمام
21. احادیث ہدایہ: فنی وتحقیقی حیثیت
22. آفات نظر اور ان کا علاج
23. فضائل رجب للامام ابی بکر الخلال
24. تبيين العجب للحافظ ابن حجر العسقلاني
25. مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں
26. آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے
27. حرز المؤمن
28. احادیث صحیح بخاری ومسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش
28. امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ
29. مسلک اہلحدیث اور تحریکات جدیدہ
31. اسباب اختلاف الفقہاء
32. مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف کا موقف

Designed & produced by: DARUSSALAM Ph: 042-7240024 - 7232400